۷۸۶

قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

تحقیق الحق

یہ مجلس میلاد حضرت سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ کی واقعی اور مکمل تحقیق ہے جسمیں جامع علوم عقلیہ ونقلیہ ماہر فنون
حکمیہ وشرعیہ فاضل اجل سیدی وسندی عالیجناب مولانا مولوی حکیم سید محمد عسکری صاحب حنفی رئیس قنوج دام اللہ فیوضہم نے
مسئلہ نفس میلاد ومسئلہ قیام وقت ذکر ولادت ۔ مسئلہ علم غیب رسول صلعم کو نہایت تحقیق وتدقیق کے ساتھ بیان کیا ہے
اور اسکے ساتھ ہی جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ۔ وجناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی وغیرہ وغیرہ کے
فتووںکی واقعی تسامحات اور بیجا تشددات پر جس سنجیدگی اور قابلیت سے محققانہ طرز پر بحث کر کے مثل آئینہ کے صاف کر دیا ہے
وہ قابل دید ہے اسی ضمن میں متفرق شبہات کا کافی ازالہ ۔ اور اسکے ساتھ ہی معتبر اور مستند کتابوں کے حوالہ سے
ان ہر ایک کا منصفانہ فیصلہ جس عمدگی اور خوبی سے قلمبند فرمایا ہے ۔ وہ ملاحظہ سے متعلق ہے

(حسب الایماء)

مخدومی ومطاعی مؤلف علام کمترین سید علی آثر مالک مطبع سید المطابع نے خاص اپنے اہتمام سے

مطبع سید المطابع واقع کانپور میں چھپوائی

سنہ ۱۳۱۹ ھ

جو شخص مخالفت کرے رسول کی بعد ظاہر ہونے ہدایت کے اور تابع ہو غیر راہ سب مومنین کے ہم حوالہ کرینگے اسکے جسکو اُسنے لیا اور داخل کرینگے ہم اُسکو جہنم مین اور بُرے ٹھکانے پہونچا۔ الحاصل قیام وقت ذکر ولادت کے یا یہ وجہ ہے کہ یہ لوگ کسی روایت موضوعہ کو سند جواز کرتے ہین یا کسی قول یا فعل کسی بزرگ سے متمسک ہوتے ہین سو معلوم ہو چکا کہ موضوعات اور اقوال و افعال بزرگان سے ندب و جواز ثابت نہین ہوتا جب تک کوئی دلیل شرعی نہووے تو ایسی صورت مین ہرگز ندب وغیرہ کا ثبوت نہین اور جو بزعم خود وہ ثابت جان رہے ہین تو تاہم در صورت واجب و موکد جاننے کے بدعت ہو جاویگا۔ یا یہ وجہ ہے کہ روح پاک علیہ السلام کی جو عالم ارواح سے عالم شہادت مین تشریف لائی اُسکی تعظیم کو قیام ہے تو یہ بھی محض حماقت ہے کیونکہ اسوجہ مین قیام کرنا وقت وقوع ولادت شریفہ کے ہونا چاہیے اب ہر روز کونسی ولادت مکرر ہوتی ہے پس یہ ہر روز اعادۂ ولادت تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہین یا مثل روافض کے نقل شہادت اہلبیت ہر سال بناتے ہین ۔ معاذ اللہ سانگ آپکی ولادت کا ٹھہرا اور یہ خود حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے۔ بلکہ یہ لوگ اُس قوم سے بڑھکر ہوئے وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہین انکے یہان کوئی قید نہین جب چاہتے ہین یہ خرافات فرضی بناتے ہین اور اس امر کی شرع مین کہین نظیر نہین کہ کوئی امر فرضی ٹھہرا کر حقیقت کا معاملہ اُسکے ساتھ کیا جاوے بلکہ یہ شرع مین حرام ہے لہذا اس وجہ سے یہ قیام حرام ہوا اور موجب تشابہ کفار و فساق کا ٹھہرا یا یہ وجہ ہے کہ ان مبتدعین کے زعم فاسد مین روح پرفتوح علیہ السلام کی اس مجلس پر شرار محل معاصی اور غیر مشروعات اور مجمع فساق و فجار و محضر بدعات و شرور مین تشریف لاتی ہے معاذ اللہ تو اگر یہ عقیدہ ہے کہ آپ عالم غیب ہین تو یہ عقیدہ خود شرک ہے قرآن مین ہے وعندہ مفاتح

الغیب لا یعلمہا الا ھو الخ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء الخ

یعنے اللہ ہی کے پاس ہین کنجیان غیب کی سوا اُسکے اُنکو کوئی نہین جانتا الخ اور اگر مین جانتا غیب کو تو بہت کچھ ذخیرہ خیر کا کر لیتا اور بُرائی مجکو نہ چھوتی۔ الخ پس باین عقیدہ قیام کرنا خود شرک ہو گیا اور جو عالم غیب نہین کہتے مگر دوسری دلیل وجہ تشریف آوری کی ہے تو خوب سمجھ لو کہ باب عقاید مین نص قطعی واجب ہے۔ احاد و ظنیات کا امر عقیدہ کا ثبوت ہرگز نہین ہو سکتا چہ جائے کہ ضعاف موضوعات سے تو باب تشریف آوری مین کونسی روایت قطعی ہے جسپر یہ عقیدہ کیا جاوے تو بس یہ عقیدہ محض اتباع ہوا و کید شیطان ہے ایسی صورت مین یہ قیام باین زعم گناہ کبیرہ ہو ویگا الحاصل یہ قیام صورت اولیٰ مین بدعت و منکر اور دوسری صورت مین حرام و فسق تیسری صورت مین کفر و شرک چوتھی صورت مین اتباع ہوا و کبیرہ ہوتا ہے پس کسی وجہ سے مشروع و جائز نہین پھر واجب اُس کو کہنا صریح مخالفت شارع کی کر کے کافر و فاسق ہونا ہے۔ نجانا اللہ تعالیٰ فقط واللہ اعلم اور ضمن تقریر سے اہل فہم کو یہ بھی واضح ہو گیا کہ خود یہ مجلس میلاد ہمارے زمانہ کی بدعت و منکر ہے اور شرعاً کوئی صورت جواز اسکی کی نہین ہو سکتی واللہ الہادی لے سبیل الرشاد کتبہ الراجے رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

ابو سعود رشید احمد۔

نقل مطابق اصل فتویٰ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی

استفتا ۔ مجلس مولود شریف مین ذکر پیدائش حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تعظیما کھڑے ہونیکا رواج جو اسوقت مین ہو رہا ہے اس کھڑے ہونیکو واجب سمجھنا درست ہی یا نہین اور اگر واجب نہین ہی تو واجب کا فتویٰ دینے والا گنہگار ہی تو کس درجہ کا ہے **الجواب** وقت ذکر میلاد کے کھڑا ہونا قرون ثلثہ مین کہین ثابت نہین ہوتا جناب فخر علیہ السلام کی سیر اور حالات اور ذکر حالات اُن قرون مین بطریق وعظ و تدریس و تذاکرہ و تحدیث ہزار ہا بار ہوتا تھا مگر کسی روایت مین ثابت نہین ہوا کہ بوقت ذکر ولادت کوئی کبھی کھڑا ہوا ہو یا کہین فخر عالم علیہ السلام نے اسکا استحباب یا ادب کچھ کسی طرح ارشاد فرمایا ہو۔ یہ بات کہ خود جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے کوئی کھڑا ہوا خارج بحث ہی اور اسکا قیاس اسپر محض جہالت ہی۔ کلام اسمین ہے کہ آپ کے ذکر ولادت پر جیسا کہ معمول سفہاء زمانہ کا ہی۔ کہین ثابت ہووے سو یہ ہرگز ہرگز ثابت نہین ہو سکتا۔ پس اولاً تو یہی حجت اُسکی بدعت غیر اصل ہونے کو کافی ہی اور جیسا اسپر غلو ہووے کہ عوام جہال اُسکو واجب جاننے لگین اور تارک پر ملامت کرین تو خواہ مخواہ منکر اور بدعت سیئہ کا ہو جاویگا یہ تو ایک امر محدث ہی اگر کسی امر ثابت جائز کو بھی عوام واجب سمجھنے لگین وہ بھی ناجائز منکر ہو جاتا ہی

عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه لا يجعل احدكم للشيطان شيئا من صلوته يرى ان حقا عليه ان لا ينصرف الا عن يمينه لقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم كثيرا ينصرف عن يساره متفق عليه قال الملا علي القاري في شرح المشكوة في شرح هذا الحديث وفيه ان من اصر على امر مندوب وجعله عزما ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال فكيف من اصر على بدعة او منكر انتهى اور فتاوی عالمگیریہ میں ہے وما يفعل عقيب الصلوة مكروه لان الجهال يعتقدونها سنة او واجبة وكل مباح يؤدي اليه فمكروه انتهى

پس اولاً تو یہی ثابت ہو چکا ہے کہ اس قیام کا ثبوت ہی کہین احادیث و آثار سے قولاً و فعلاً تقریراً ہرگز ثابت نہین ہو سکتا تو یہ امر خود محدث ہی ثانیاً اگر فرضاً کچھ ہو بھی جاوے تو واجب سنت مستحب تو کسی طرح نہین ہو سکتا کیونکہ واجب وہ عمل ہی کہ نص قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ سے یا ظنی الثبوت قطعی الدلالۃ سے ثابت ہووی اور یہان قیام کے باب مین کوئی نص ہی نہین نہ قوی نہ ضعیف اور سنت اس حکم کو کہتے ہین کہ مواظبت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یا خلفاء راشدین کی اُوسپر ثابت ہووے اور قیام کے باب مین جب کچھ ثبوت ہی نہین اور فعل اُسکا ایکبار بھی ثابت نہین تو سنت کیا مستحب و مندوب بھی نہین ہو سکتا ہے نہایت الامر اگر کوئی عرق ریزی کرے تو جواز اباحت تک نوبت آویگی مگر مباح کو سنت واجب جاننے سے پھر بدعت و منکر ہو جاویگا جیسا کہ قول ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مُلا قاری رحمۃ اللہ علیہ اور روایت عالمگیریہ سے واضح ہو گیا بہر حال اس قیام کو واجب کہنا حرام ہے۔ اور کہنے والا فاسق مرتکب کبیرہ کا ہے کیونکہ جس فعل کو شارع منع فرماوے وہ اُسکو واجب کہتا ہے تو محض مخالفت شریعت غرا کی ہوئی۔

قال الله تعالى ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المومنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا

فضائل ومناقب۔ کمالات ومعجزات کو جنین حالات سعادت آیات باکرامت کے واقعات اور شمائل کا حصہ بھی شریک ہے بیان کر
اور سُننا اور دوران ذکر مین مسرت کیساتھ بار بار حضور کی روح پُرفتوح پر درود شریف کی تلاوت کرنا۔ یہ مولد کی حقیقت ہے
باقی اظہار فرحت وسرور اہتمام اور تکلفات جو فی زماننا رائج ہین وہ بالائی لوازم ہین۔ جو اُس حد تک بلاشبہ مستحسن اور مباح
ہین۔ جہانتک قانون شرع سے متجاوز نہون۔

مقصد اس محفل شریف کے انعقاد سے حق سبحانہ تعالے کا شکریہ ہے۔ جس نے محض اپنے فضل اور مہربانی سے ہماری ہر قسم کی
قلبی اصلاح اور مذہبی درستیونکے لیے۔ ہم ہی مین سے ایسا رسول صلعم مبعوث فرمایا جسکے ذاتی کمالات اور خداداد فضائل کو
ہم کماحقہ بیان نہین کرسکتے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیتہ ویزکیھم
ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ خدا نے مسلمانون پر بہت بڑا احسان کیا کہ اُنسے اُن ہی مین سے ایسا
رسول بھیجا۔ جو پڑھتا ہے اُن پر اللہ کی آیتین۔ اور پاک کرتا ہے اُنکو (برائیون سے) اور سکھلاتا ہے اُنکو کتاب اور عمدہ باتین
اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی مین تھے۔

گو یہ عمل خیر خاص تعیین اور تخصیص کیساتھ قرون ثلاثہ مین بہیئۃ کذائیہ وقوع مین بہت کم آیا ہے لیکن اسکی اصل قرون برکت
مقرون سے بخوبی پوری طور پر ثابت اور متحقق ہے جیسا کہ اُس حدیث سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے۔ جسے علماء حرمین
شریفین (زادہما اللہ تعظیما وشرفا) نے اپنے متبرک فتوون مین قلمبند فرمایا ہے۔ اعلم ان ذکر مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجمیع
مناقبہ والحضور لسماعہ سنۃ لما روی ان حسانا یفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحضرتہ والناس یجمعون
لسماعہ بل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدعوا الحسان ویضع لہ منبرا فیفاخر عنہ قائما علیہ الخ"
یعنی سمجھ لو اس امر کو کہ تحقیق ذکر کرنا حضور صلعم کی ولادت باسعادت کا اور حضور کے کل اوصاف کا اور اسکے سننے کی غرض سے
جمع ہونا سنت ہے۔ کیونکہ منقول ہے۔ حضرت حسان رض حضور کے سامنے حضور کے اوصاف ومحامد بیان کیا کرتے تھے۔ اور
لوگ اُسکے سننے کو جمع ہوتے تھے۔ بلکہ حضور خود حضرت حسان رض کو طلب فرمایا کرتے تھے اور اُنکے لیے منبر رکھتے تھے
جسپر وہ کھڑے ہو کر آپکے اوصاف حاضرین کے سامنے بیان کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اسی بنا پر یہ عمل خیر بہیئۃ کذائیہ بدعت حسنہ
قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ ہی وجہ ہے۔ کہ مشرق۔ مغرب۔ جنوب۔ شمال۔ ہر چہار سمت کی سلف صالحین اور علماء محققین نے
اسکو مستحبات دینیہ اور مستحسنات شرعیہ سے شمار کیا ہے۔ اسلیے کہ اسکا وجود حضور پر نور صلعم اور نیز صحابہ کرام کے مبارک زمانہ
سے ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے۔ کہ وہ اپنے مکان مین اپنی قوم کے سامنے واقعات ولادت باسعادت
بیان کر رہے تھے۔ اور دوران ذکر مین خدا کی حمد اور درود شریف پڑھتی جاتے تھے۔ اتفاقاً حضرت سرور عالم صلعم رونق افروز
ہوے اور فرمایا تمہارے لیے میری شفاعت لازم ہو گئی۔ اسیطرح ابو درداء رض روایت کرتی ہین کہ جناب رسالتمآب صلعم کے ہمراہ
مین عامر انصاری رض کے مکان پر گیا اسوقت وہ اپنی قوم اور اولاد کو واقعات ولادت تعلیم کر رہے تھے۔ اور فرماتے تھے
آجکا دن ہے آجکا دن ہے۔ حضور نے فرمایا۔ اللہ نے تمہارے لیے ابواب رحمت کھولدیے اور تمام ملائکہ تمہارے لیے دعائے
مغفرت کرتی ہین۔ جو تمہارا سا کام کریگا وہ نجات پائیگا واللہ اعلم کذا فی رسالۃ التنویر للشیخ ابو الخطاب قدوۃ السالکین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحقیق الحق

الحمد للہ الذی جمعنا علی دین الاسلام وانقذنا من الشرک والضلالۃ بفضلہ والانعام وجعلنا من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ العظام

حضرات اہل اسلام - مسئلہ میلاد حضرت سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوات کی متعلق آجکل ہمارے علماء مین جیسے کچھ مباحث
پیش ہین وہ آپ پر مخفی نہین - جنکے ملاحظہ سے آپنے خود ہی اس امر کا ناطق فیصلہ کر لیا ہوگا - کہ کیسے کیسے افراط اور تفریط سے کام
لیا ہے - مین نے آجتک کبھی ایسی غیر ضروری مسائل کی جانب توجہ نہین کی اتفاقاً اس عرصہ مین چند رسائل میلاد شریف کی جواز اور
عدم جواز کے متعلق میری نظر سے گذرے جنھین دیکھکر بجائے مسرت کی مجھے افسوس اور نہایت افسوس ہوا - میرے ناقص خیال مین تو ایک بھی
تحریر ایسی نہ تھی - جو محض انصاف پر مبنی ہوتی - بلکہ قصور معاف مین نے تو جسے دیکھا اسمین یہی پایا کہ ایک ڈ کہا تیر شاہ کی بڑھی ہے
تو دوسرے نہین سلیم شاہ کی - خیر میرے افسوس کا زیادہ باعث یہ ہوا کہ مین نے جناب مولوی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی اور مولوی
احمد علی صاحب محدث سہارنپوری و مولوی نذیر حسین صاحب محدث دہلوی وغیرہ کی مجموعی فتوی دیکھے - افسوس انھین بھی اس سے خالی پایا - اور خالی پایا کیسا
حقیقت پوچھیے - ان حضرات نے تو غضب ہی کر دیا تفسیق تضلیل - تکفیر - الحاد - شرک وغیرہ وغیرہ پر بھی اکتفا نہ کیا - فتوون کی بلیغ عبارتین اور
انکے محققانہ استدلالات دیکھ دیکھکر میری حیرت ترقی کرتی جاتی تھی - بار بار میری دل مین یہ خیال گذرتا تھا - کہ یہ تحریرین ہرگز ہرگز ان
حضرات کی نہونگی - لیکن تحقیق سے معلوم ہوا - کہ دراصل یہ ان ہی حضرات کی تحقیقات عالیہ ہین - چنانچہ منجملہ انکے مولوی رشید احمد
صاحب کے فتوی کی نقل حرف بحرف آپکے سامنے سابق مین درج کر دی گئی - جسکے ملاحظہ سے آپنے خود ہی سمجھ لیا ہوگا کہ مولوی صاحب
ممدوح نے کہانتک انصاف سے کام لیا ہے - چونکہ ان فتوون کے دیکھنے سے ذکر ولادت باسعادت کی نسبت عوام الناس مین بُری خیالات
پیدا ہو جانیکا قوی احتمال تھا لہذا مین نے مناسب سمجھا کہ آپ پر ظاہر کر دون - کہ سلف صالحین نے اسکو کیسا سمجھا اور اسکے ساتھ کیسا برتاؤ
کیا اور نیز ہمارے وقت کے مقدس علما - فضلا اسکے متعلق کس قسم کا عملدرآمد رکھتے ہین - اسکے ساتھ ہی اختصار اور نہایت
اختصار کے ساتھ یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتا ہون کہ اس مولد شریف کی واقعی ماہیت اور اصلی حقیقت کیا ہے - اور کس وقت سے
اسنے بہیئت کذایہ رواج پایا اور اسکے مقاصد اور اغراض کیا ہین - واللہ الموفق والمعین -
ربیع الاول یا کسی دوسرے مہینہ کی کسی تاریخ مین - علما فضلا - فقرا اور عام مسلمانون کا کسی نفیس مکان مین باہم جمع ہو کر حضور پر نور صلعم کے

تمہارے نفس کی شامت ہے محفل میلاد ٭ فقیر اب بھی نہ ہو خاموش و بدعت سی : کہ مصطفٰے کی اہانت ہے محفل میلا[د]
ان حضرت کی قابلانہ تحریر کا جواب تو وہی دیسکتا ہے جو انکا سا قابل ہو البتہ مجھے اُن صاحبون کی اس تحریر پر بیساختہ ہنسی آ گئی
جو امر ایسا ہو وہ بدعت سیئہ بدعت منکرہ - اور نامشروع ہے - میری ناقص خیال مین اس تحریر کا باعث یا تو یہ ہو کہ بدعت کی تحقیق
اور اسکے اقسام پر عبور اور پوری وقفیت نہوگی - یا کل بدعۃ ضلالۃ کی جانب (جو اصل مین عام مخصوص البعض ہے) کامل توجہ ہو
خیر جو کچھ ہو - لیکن صاحبو معمولی طلبا کو سامنے بٹھاکر حدیث کی دورے ختم کرا دینا اور چیز ہے - اور مسائل کی تحقیق امر آخر ہے
گو شیر شیر سب کہلاتے ہین - لیکن پھر بھی سب جانتے ہین ؎ شیر قالین اور ہے شیر نیستان اور ہے ؎ اگر بدعت کے اقسام محفوظ ہو[تے]
تو شاید ایسا فاش تسامح اور غلطی کبھی نہ واقع ہوتی - لو صاحبو بدعت کی تعریف اور اُسکے اقسام ملاحظہ فرمائیے آپکو خود ہی معلو[م]
ہو جائیگا کہ فی نفسہ بدعت کیا چیز ہے اور بدعت سیئہ کسکو کہتے ہین - اور مولد بدعت سیئہ ہے - یا نہین - مختصر طور پر سمجھ لیجیے کہ وہی [نبی]
صلعم کے وفات کے بعد جو چیزین مذہب مین جدید آور نئی پیدا ہوئین - وہ سب کی سب بدعت کہلائین خواہ قرون ثلاثہ مین انکا وجو[د]
ہوا ہو - یا نہوا ہو - اُن مین سے جو جو شرع کے قواعد اور اصول کے موافق ہین - وہ حسنہ کہین گئین - اور جو مخالف تھین وہ [سیئہ]
کہی گئین - بدعت سیئہ کے لیے کسی جُداگانہ دلیل کا قیام یا عدم قیام کوئی ضروری نہین - کیونکہ اگر اسکے سیئہ ہونیکے لیے ایسی دلیل [کا]
عدم قیام ضروری قرار دیا جائیگا - تو بدعت حسنہ کے استحسان کے لیے جو اُسکے مدمقابل ہے - قیام دلیل جداگانہ لازم اور ضروری ہو[گا]
حالانکہ ثبوت استحسان کی یہی مستقل دلیل ہے کہ وہ شرعی قواعد اور اصول کے مخالف نہو - کیونکہ اگر ثبوت استحسان کی[لیے]
قیام دلیل ضروری ہو تو اثر ابن مسعودؓ ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسنٌ الخ مین استحسان ثابت نہوگا - حالانکہ بلاش[بہ]
وہان استحسان ثابت ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قیام یا عدم قیام دلیل جداگانہ کو کچھ دخل نہین صرف شرعی قواعد کی
موافقت کافی ہے - پس اس موقع پر یہ جدید قید لگانا محض اجتہادی اجتہاد ہے - محققین نے بدعت کی تاریخ تقسیم کی
اور احکام خمسہ وجوب - ندب - اباحت - کراہت - حرمت - کو اُن مین جاری کیا ہے - جیساکہ امام نوویؒ نے مسلم [کی]
شرح مین نہایت خوبی اور عمدگی کے ساتھ بیان کیا ہے - فرماتے ہین قال العلماء البدعۃ خمسۃ اقسام واجبۃ ومندوبۃ ومکروہ[ۃ]
خوب یاد رکھیے ہر بدعت سیئہ نہین ہو سکتی - دیکھیے جن جن علوم کو مذہبی صیانت اور حفاظت مین دخل ہے جیسے علم کلام وغیرہ گو بدعت
ہین - لیکن اُنکا حاصل کرنا واجب ہے - مدارس اور خانقاہون وغیرہ کی تعمیر گو بعینہٖ کذائیہ قرون ثلاثہ مین نہین پائی گئی اور بدعت ہے
لیکن مستحسن سمجھی گئی ہے - لطیف غذاؤن اور نفیس اور قیمتی لباس کا استعمال کرنا بشرطیکہ خلاف شرع نہو - بدعت ہے - لیکن
مباح ہے - مصاحف اور مساجد مین نقش و نگار بنانا بدعت ہے - جو مستحسن سمجھا گیا ہے اگرچہ بعض نے مکروہ لکھا ہے - اسیطرح
جو نئے نئے فرقہ مثل جبریہ و قدریہ وغیرہ کے پیدا ہوگئے - وہ بدعت محرمہ مین شمار کیے گئے کما قال الشیخ ابو محمد عبد العزیز بن عبد السلام
فی اٰخر کتاب القواعد البدعۃ اما واجبۃ کتعلیم النحو لفھم کلام اللہ وکتب اصول الفقہ والکلام واما مندوبۃ کاحداث الربا طوالمدارس
وغیرہ - واما مباحۃ کالمصافحۃ عقیب الصبح والتوسع فی لذائذ الماکل والمشارب واما مکروھۃ کزخرفۃ المساجد
عند البعض واما محرمۃ کمذھب الجبریۃ والقدریۃ وغیرھا انتہیٰ پس جب بالتصریح یہ بات ثابت ہو چکی کہ بدعت کے بہت سے اقسام ہین
اور منجملہ اُنکے بعض بدعتین واجب بھی ہین تو بلا سمجھے بوجھے ہر بدعت یا بدعت حسنہ کو بدعت سیئہ کہدینا صرف قابلیت ہے

العارفین حضرتنا و مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب کانپوری نور اللہ مرقدہ نے جنکے علمی تبحر۔ عملی فضائل کشفی کمالات کا زمانہ معترف ہے
رسالہ اشباع الکلام فی اثبات المولد و القیام مین تحریر فرمایا ہی۔ باید فہمید کہ اصل این مجلس در زمان ہدایت اقتران صحابہ
ثابت است الخ باقی جس شخص نے اس ہیئۃ کذایہ ملتزمہ موقتہ کے ساتھ رواج دیا۔ وہ سلطان مظفر الدین اربلی ہے۔
ابو شامہؒ نے جو امام نووی شارح مسلم شریف کی مشائخ مین تھے۔ اپنی کتاب الباعث علی انکار البدع والحوادث مین اسکی بے انتہا
یف لکھی ہے۔ یہ بادشاہ اعلی درجہ کا فاضل دیندار عادل تھا۔ ۶۰۴ھ ہجری مین اسنے اپنی سلطنت کی تمام فقہا۔ محدثین اور
یخ کو جمع کیا اور اُنکے مشورے سے اس عمل خیر کو نہایت شوکت اور اہتمام کے ساتھ رواج دیا۔ چنانچہ میلاد کے متعلق سب سے پہلے
رسالہ تصنیف ہوا ہے۔ اس کا نام التنویر فی مولد البشیر ہے۔ یہ رسالہ شیخ المشائخ علامہ ابو الخطاب بن دحیہ کی تصنیف ہے۔
طان نے شیخ کو اس رسالہ کے صلہ مین ایکہزار اشرفی دینار نذر کیے تھے جیسا کہ تاریخ ابن خلکان اور ابن کثیر کے ملاحظہ سے
بی معلوم ہوتا ہے۔

ہمارے علمانے میلاد شریف کو بہیئۃ کذائیہ مستحسن لکھا ہے۔ شیخ الائمہ علامہ صدر الدینؒ فرماتے ہین۔ این عمل مولد اگرچہ بدعت است
بدعت حسنہ کہ مشتمل بر محاسن و خالی از ضد انہاست الخ ہکذا فی اشباع الکلام۔ شارح سنن ابن ماجہؒ نے تصریح کر دی ہے۔ کہ عمل مولد بدعت
نہ ہی۔ مولانا علی بن السلطان محمد المشتہر بملا علی قاریؒ اپنے رسالہ اثبات مولد مین (یہ رسالہ عربی زبان مین ہے) لکھتے ہین
ن عمل مولد شریف مقبول و معمول سلف صالحین و متوارث از قدیم در اطراف و اقطار بلاد اہل اسلام است و سلاطین
مصر و شام اہتمام تمام درین عمل فرجام داشتہ اند و ہمچنان ملوک اندلس و عرب و اہل روم نیز مقتفے آثار اکابر اند الخ ہکذا فی الاشباع
ولانا جمال الدینؒ المعروف بمرزا حسن علی محدث لکھنوی کا قول ہے محفل میلاد شریف البتہ مستحسن است بلکہ مستحب و موجب ثواب
دلائل جواز محفل مولد شریف در رسائل اثبات مولد از اکابر محدثین و علماء از سلف و خلف انتظام دارند۔ شیخ جلال الدین
سیوطی و علامہ شیخ ابن حجر عسقلانی در شرح اربعین و امام نووی حکم باستحسان آن فرمودہ اند الخ امام ابو شامہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے
و من احسن ما ابتدع فی زماننا ما یفعل فی کل یوم فی الیوم الموافق لیوم مولدہ صلعم من الصدقات والمعروف واظہار النعمۃ و السرور الخ
ب غور فرمائیے مولوی رشید احمد صاحب لکھتے ہین (ضمن تقریر سے اہل فہم کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ خود یہ مجلس میلاد ہماری
زمانہ کی بدعت و منکر ہے) اور آپکی تائید مین جناب مولوی نذیر حسین صاحب محدث دہلوی وغیرہ تحریر فرماتے ہین (یہ مجلس
متعارف ان شہرون مین ہی بدعت اور مکروہ ہے۔ اسلیے کہ کوئی دلیل شرعی اسکے ثبوت پر قائم نہین ہے اور جو امر ایسا ہو وہ
بدعت سیئہ اور نامشروع ہوتا ہے) اور ثبوت مین نہ کوئی حدیث نہ کوئی اثر صرف امام تاج الدین فاکہانی مالکی مجروح کا قول
نقل کیا ہے۔ جو میلاد کے قطعی مخالف تھے۔ اسی مسئلہ مولد کے عدم جواز مین انھون نے ایک رسالہ لکھا تھا جسکے جواب مین علامہ
جلال الدین سیوطیؒ نے دوسرا رسالہ لکھکر انکے ہر قول اور ہر شبہ کا ایسا معقول رد کیا ہی جسکے جواب مین بجز سکوت کے
ان سے کچھ نہ بن پڑا۔ یہ دونون تحریرین عربی زبان مین ہین۔ اور قابل ملاحظہ ہین طوالت کے لحاظ اس جگہ قلمبند نہین کی
گئین۔ اسی آپکے فتوی مین آپکے ہم مشرب مولوی احمد حسین صاحب ساکن بنت کی گہر افشانی بھی قابل ملاحظہ ہے۔ فرماتے ہین
(خلاف اہل شریعت ہی محفل میلاد + خلاف اہل طریقت ہی محفل میلاد + فقط ہوائے طبیعت ہے محفل میلاد

ممکن نہین ہی - کہ شاید ہماری ہی راے غلطی پر ہو - حضرات اگر ہر بدعت سیئہ ہی ہوجاے تو بناءِ بخدا - کہان ٹھکانا ہے
خلیفہ ثانی رضہ نے تراویح کو بدعت فرمایا ہے - لیکن سبحان اللہ انصاف کو دیکھیے فرماتے ہین نعمت البدعة هذه یعنے
جماعت کی ساتھ تراویح بدعت تو ہے لیکن اچھی بدعت ہی - اسیطرح نماز چاشت کا بدعت ہونا بھی بعض روایات سی ثابت ہی
تو کیا نعوذ باللہ یہ ضلالت ہوجاوینگے متقدمین اور متاخرین کی مقبول اور برگزیدہ تصانیف جنکے دیکھنے اور سننے سو صدہا بلکہ
ہزارہا آدمیون نے ہدایت پائی - گو وہ سب کی سب بدعت ہین - مگر کیا کسی کا منھ ہے جو اُن مین ضلالت کا ناپاک دھبہ لگا سکے
نہین - ہرگز نہین - اسکا انکار تو بعینہٖ منکورات یا بالعکس کہنا ہے - باقی خدا کے محبوب کے سالانہ ذکر ولادت کو نعوذ باللہ کنہیا
جنم سے تشبیہ دینا انہین حضرات کا کام اور حصہ ہے - واقعی محدثون کی یہہی شان ہوتی ہے - اُنکے لیے ایسے ہی امور
شایان اور زیبا ہین - غریب مسلمانون کی تو بھلا مجال ہی کیا تھی وہ کس شمار مین تھے میرے خیال سے اگر اسلام کے خون
پیاسے - رسول کے جانی دشمن کو بھی موجھتی تو اتنی ہی سوجھتی - اگر ایسے ہی نفوس قدسیہ اور پیدا ہوگئے - یا یہ ہی باقی رہے
تو بہت جلد وہ وقت آجائیگا جو اسلام کے جھنڈے کا پھریرا فلک ہفتم پر اڑتا نظر آئیگا - ابھی کیا ہوا ہے - اگر چند روز تصوف
اور اشراقیت ذایسی ہی معکوس ترقی کی - تو تقبیل حجر اسود اور طواف خانہ کعبہ کو ہنومان کا پوجا اور مہا دیو کی ڈنڈوت سو نعوذ باللہ
جو تشبیہین دینا باقی رہ گئی ہین وہ بھی دیدی جاوین گی - آپ نے یہ ثابت ہی کردیا کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے - اسکے قائل ہی ہوگئے
کہ حضور سرور عالم صلعم کے علم سے شیطان ملعون کا علم بدرجہا زیادہ ہے - چھ خاتم النبیین کے بالفعل موجود ہونیکا دعوی ہی کرتے ہین جیسا
سیف المسلول کے ملاحظہ سے بخوبی معلوم ہوتا ہے - اب کیا ہے جو جو کسرین باقی رہ گئین ہین - اگر زندگی نے وفا کی تو خود ورنہ کو
معتقدین مین سے پوری ہی کردینگے - ہا - خداوندا اسلام پر کیسی تباہی آگئی افسوس اسی مُنہ سے اسلام کے پیشوا بنتے اور اُس کی
حمایت کے دعوے کیے جاتے ہین - لو فرضنا انہین سے کوئی بات کسی جگہ سے آپ یا آپکے کسی ہم مشرب نے اگر استخراج بھی کر لی تھی
تو عام طور پر شہرت دیکر مخالفین کی نظرون مین رسولِ خدا کی توہین کرانے کی کیا حاجت اور کون سی ضرورت پڑی تھی ؏
اسکے لیے اسلام کے مخالف ہی کیا کم تھے جو آپنے اونکا ہاتھ بٹایا افسوس ؎ ہرکس از دست غیر نالہ کند ٭ سعدی از دست خویشتن فریاد
اِسکا پورا جواب تو انشاء اللہ خدا کے یہان ملیگا - یا اُسوقت مل سکتا تھا - جو اسلام کی سلطنت قائم ہوتی - میرے پاس تو اسکا جواب
بجز سکوت کے اور کچھ نہین - لیکن ہان مکرمی و مولائی حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے اس
تشبیہ کے نسبت جو جواب دیا ہے - اُس کا نقل کردینا کافی سمجھتا ہون - اشباع الکلام مین ہے بس بعضی از بے ادبان
ناحق شناس کہ اعادہ مجلس میلاد شریف را در ماہ ربیع الاول تشبیہ بجنم کنہیا دادہ روے بیاض را ہمچو نامۂ اعمال خود شان سیاہ
ساختہ اند بکمال اساوت ادب پرداختہ اند دازین بے باکان دریدہ دہن دور نیست کہ تقبیل حجر اسود و طواف خانہ کعبہ را پوجا
ہنومان و ڈنڈوت مہادیو گویند نعوذ باللہ من تلک الهفوات والکفریات و تشبیہ بجنم کنہیا دادن بے تکلف باب جہنم بر روے خود کشادن
اور ہی کی ۲۵ این تحریر فرمائے ہین کہ ہر گاہ تعیین روز براے انعقاد مجلس وعظ و تذکیر از قول و فعل عبد اللہ بن مسعود رض بروایت صحیح بخاری
ثابت شد ہمچنین انعقاد این مجلس مولد بہیئۃ کذائیہ ملتزمہ باید فہمید کہ اصل این مجلس در زمان ہدایت اقتران صحابہ کرام رضہ ثابت
محقق ست پس انعقاد این مجلس را اختراع از طرف خود دانستن کمر بر انحراف از طریقۂ اصحاب عظام بستن است الخ

قابلیت ہی۔ محفل میلاد حضور سرور عالم کی نسبت علماء حرمین (زادہما اللہ تعظیما وتکریما) علماء مصر وشام۔ علماء روم واندلس۔
علمائے ہند وسندھ وغیرہ چھ سو برس سے بالاتفاق استحسان کے فتوی دیتے چلے آئے ہین۔ علماء مدینہ منورہ اپنے فتوے
مین لکھتے ہین فلا شبہة فی انه بدعة حسنة مستحبة وفضیلة شریفة مستحسنة اذ لیس کل بدعة حرام بل قد تکون واجبة الخ
عجب ہی علماء حرمین تو استحسان کے فتوی دیرہے ہین مگر آپ لوگ فرماتے ہین ہرگز کسی طرح مستحب اور مباح بھی نہین
ہوسکتی۔ خدا کی پناہ اس بیجا سختی اور تشدد کی کیا حد ہے۔ علامہ ابن جوزیؒ جو اپنے وقت کے بڑے محدث تھے۔ (یہ ایسے محدث
نہ تھے جیسے آجکل کے برائے نام محدث کہلاتے ہین جن پر محدث کی تعریف بھی کسی طرح صادق نہین آتی) فرماتے ہین چنانچہ
اسی قول کو علماء حرمین نے بھی اپنے فتوون مین نقل کیا ہے۔ قد بسط الکلام فی ترغیب مولد النبی قال فلا زال اهل الحرمین
الشریفین والمصر والیمن والشام وسائر بلاد العرب من المشرق والمغرب یحتفلون بمجلس مولد النبی ویفرحون
بقدوم هلال ربیع الاول ویلبسون بالثیاب الفاخرة ویتزینون بانواع الزینة ویتطیبون ویکتحلون ویاتون بالسرور
فی هذه الایام یبذلون علی الناس ما کان عندهم من المضروب والاجناس ویهتمون اهتماما بلیغا الخ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ہمیشہ سے اہل حرمین شریفین اور مصر اور یمن
اور شام اور کل بلاد عرب کے لوگ مشرق سے مغرب تک محفل میلاد کرتے ہین۔ اور ماہ ربیع الاول کے آنے کی بے انتہا خوشی کرتے
ہین عمدہ عمدہ لباس پہنتے ہین۔ طرح طرح کی زیبائشین اور زینتین کرتے ہین خوشبو لگاتے ہین۔ سرمہ لگاتے ہین۔ نہایت اظہار
مسرت کرتے ہین۔ روپیے۔ پیسے۔ غلہ وغیرہ جو کچھ اُنکے پاس ہوتا ہے غریبون کو دیتے ہین۔ اور بہت بڑا اہتمام کرتے ہین
اب وہ حضرات جو اہتمام کے جانی دشمن اور قطعی مخالف ہین (یہتمون اہتماماً) کے الفاظ کو ملاحظہ کرین۔ بھلا اس سے زیادہ
اور کیا اہتمام ہوسکتا ہے۔ ہندوستانی بیچارے تو اپنی تمام عمر مین اسکا عشر عشیر بھی نہین کرسکتے۔ علامہ ابن جوزیؒ کا
قول ہے۔ اور علماء حرمین کی تصدیق ہے۔ کسی معمولی مولوی یا طالب علم کی تحریر نہین ہے۔ پھر کیا ہے ان حضرات کو بھی
دل کھول کر نعوذ باللہ بدعتی۔ کافر۔ مشرک۔ ملحد۔ جو چاہین بنائین۔
جمہور تو صاف صاف لفظون مین بالاتفاق مستحسن ومباح لکھ رہے ہین مگر آپ حضرات کی نزدیک یہ از سرتا پا ضلالت ہی ضلالت ہی۔ علامہ
ابن البطاح رہ علامہ ابو الخیر سخاویؒ۔ علامہ جزریؒ۔ علامہ ابو شامہؒ۔ علامہ ابن طغربل صاحب در منتظم۔ علامہ ابن فضلؒ علامہ
امام جمال الدینؒ۔ علامہ امام صدر الدینؒ۔ علامہ امام ظہیر الدینؒ۔ شیخ المشائخ علامہ عمر موصلیؒ۔ شیخ الائمہ ابو محمد بن عبد العزیز
بن عبد السلام ملقب سلطان العلما۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ وغیرہ وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سب کے سب جسقدر ائمہ
ومحدثین ومشائخ گذرے ہین۔ بالاتفاق اس عمل خیر کے استحسان کے قائل ہین جنھون نے نہایت بسط اور تفصیل کیساتھ
اپنی اپنی مقدس تصانیف مین صاف صاف تصریح فرمائی ہے۔ جیساکہ صاحب سیرت شامیؒ نے سیرت شامی کے اندر ان
بزرگون کے اقوال کو مصرح قلمبند کیا ہے۔ افسوس ہمارے زمانہ کے بعض بعض علماء مین خدا جانے یہ مرض کہان سے پیدا
ہوگیا ہے۔ کہ اپنے ارشادات کے مقابلہ مین گو وہ فی نفسہ تحقیق کے خلاف ہی کیون نہون متقدمین کے محقق تحقیقات کو بھی
کوئی چیز نہین سمجھتے بلکہ لطف یہ ہے کہ اُنکی تحقیقات اس قسم کے نقص لگا لگا کر بیوقعت بنائی جاتی ہین صاحب ممکن ہے کہ اُنکی
وقت مین ایسا غلو نہو۔ ممکن ہے اُنکی نظران فرضی خرابیون تک نہ پہونچی ہو غرضکہ یہ ساری باتین ممکن ہین۔ لیکن یہ ہرگز

ہی کہ یہ قیام واجب ہی۔ اس لیے کہ روح مبارک حضور سرور عالم صلعم کی تشریف لاتی ہے۔ باقی مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری کا لکھنا
کہ یہ مجلس مجلس شیطان ہی۔ اور کھڑا ہونا جائز نہین کیونکہ آپ کو بُرا لگتا تھا۔ یہ ایسی بات نہ تھی جو ایسی شخص کے قلم سے
نکلتے۔ جسے لوگ محدث کے لقب سے یاد کرتے ہین۔ غالباً ذہول ہو گیا ہو گا۔ یا غصہ اور برہمی کی حالت مین لکھ دیا ہو گا۔
پہلی شق ہی تو خدا معاف کرنیوالا ہی۔ ورنہ مغلوب الغضب ہو کر ثابت کو غیر ثابت۔ جائز کو ناجائز۔ حلال کو حرام مستحسن کو بدعت
سیہ وغیرہ وغیرہ کہدینا۔ علمار کی شان سے بعید اور بہت بعید ہی۔ علمار کا فرض صرف مسائل کی تحقیق ہی۔ نہ اپنے غصہ کو...
پر ہیٹ۔ حضرات اس موقع پر یہ امر غور طلب ہی۔ کہ قیام باب ادب مین کونسا قیام مراد ہوتا ہی۔ آیا قیام تعظیمی۔ یا اور کسی دوسری
قسم کا قیام۔ اگر لفظ قیام سے کوئی خاص قیام مقصود ہے۔ جسکا مدلول اور مفہوم صرف ذہنی ہی تو اُسکا علم خدا کو ہے۔ ورنہ
تو نہ قیام صلوٰۃ مراد ہی نہ قیام حاجت۔ بلکہ جس پہلو سے دیکھا جاتا ہی۔ قیام تعظیمی ہی معلوم ہوتا ہی۔ جو بحمد اللہ قولاً۔ فعلاً۔ تقریراً
ہر طور سے ثابت ہے۔ کما لا یخفی علی المتبحر المتسع النظر دور کیون جایئے مشکوٰۃ المصابیح جو درس نظامیہ مین حدیث کی پہلی
کتاب ہے۔ نہایت صحیح حدیث موجود ہی۔ جو قول اور تقریر دونون کو مشتمل ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہی۔ کہ حضرت بی بی فاطمہ رض
جب حضور صلعم کے دولت کدہ پر تشریف لایا کرتی تھین۔ تو حضور اُن کے لیے کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ اور علی ہذا جب حضور تشریف
لیجاتے تھے تو وہ تعظیم کے لیے مُودب کھڑی ہو جایا کرتی تھین الحدیث۔ شرح مواہب زرقانی مطبوعہ مصر کی پہلی جلد مین حدیث
فعلی صاف موجود ہے۔ کہ حضور نے ایام حنین مین حلیمہ سعدیہ رض کے لیے قیام تعظیمی فرمایا تھا۔ اسی طرح آپ کا اپنے
رضاعی بھائی کے لیے قیام فرمانا ثابت ہی۔ جیسا کہ انسان العیون مشہور بسیرت حلبی مطبوعہ مصر کی پہلی جلد کے ملاحظہ سے معلوم
ہوتا ہے۔ مشکوٰۃ مین متفق علیہ قولی حدیث موجود ہے۔ حضرت سعد رض کے لئے حضور نے صحابہ رض سے فرمایا تھا قوموا الیٰ
سیدکم الحدیث یعنی اپنے سردار کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ گو بعض شراح حدیث نے اس قیام کی یہ وجہ بیان کی ہے۔ کہ
حضرت سعد رض خچر پر سوار تھے اُن کی اعانت کی غرض سے حضور نے فرمایا تھا۔ لیکن یہ قول ضعیف قرار دیا گیا ہی۔ کیونکہ جمہور محدثین
نے اس قیام سے قیام تعظیمی ہی مراد لیا ہی۔ کما ھو مذکور فی حجۃ اللہ البالغۃ۔ واحتج بہ الجماھیر لاستحباب القیام تعظیما لما فی
مجمع البحار فما ذھب الیہ البعض انہ کان لاعانۃ سعد وانزالہ من الحمار ضعیف لا یسمع فی مقابلۃ الجماھیر الخ صحابہ کرام روحی فداہ صلعم کے لیے قیام فرمایا کرتے تھے
جسکا ثبوت اس روایت سے نہایت صاف طور پر ہوتا ہے عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجلس معنا فی المسجد
یحدثنا فاذا قام قمنا قیاما حتی نراہ قد دخل بعض بیوت ازواجہ الحدیث کذا فی المشکوٰۃ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ روحی فداہ صلعم مسجد نبوی مین رونق افروز ہو کر ہمسے احادیث
بیان فرمایا کرتے تھے۔ پس جسوقت حضور تشریف لیجانے کی غرض سے کھڑے ہوتے تھے تو ہم لوگ بھی حضور کی تعظیم کو کھڑے
ہو جاتے تھے۔ یہانتک کہ ہم دیکھتے تھے۔ آپ ازواج مطہرات مین سے کسی کے گھر مین تشریف لے گئے۔ قسطلانی شرح بخاری
مین اسامہ بن شریک رض سے بسند قوی روایت ہی۔ وہ فرماتے ہین کہ کھڑے ہوے ہم واسطے تعظیم حضور کی اور بوسہ دیا ہم نے
دست مبارک کو۔ علامہ خفاجی شرح شفا مین فرماتے ہین کان صلی اللہ علیہ وسلم یکرم من یدخل علیہ بالقیام لہ ویلاطفہ
یعنی جو شخص حضور کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا۔ آپ کھڑے ہو کر اُسکی تعظیم فرمایا کرتے تھے اور نہایت مہربانی کے
ساتھ پیش آیا کرتے تھے۔ حضرات انصاف شرط ہی۔ غور فرمایئے۔ قول۔ فعل۔ تقریر۔ کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو سکتا ہی

موطا امام محمدؒ مین ابن مسعودؓ سے صاف روایت موجود ہی - کہ روحی فداہ صلعم نے حضرت بلالؓ سے فرمایا - اے بلال دوشنبہ کا روزہ ترک نہ کیا کرو - کیونکہ مین اُس روز پیدا ہوا ہون - غور فرمایئے - امور مستحسنہ کی تعیین اگر عموماً خدانخواستہ ممنوع اور ناجائز ہوتی تو نعوذ باللہ حضور صلعم اس مزموم تعیین کا حکم فرماتے - ظاہر ہی کہ محفل میلاد بھی اُسی خیال اور اُسی مصلحت سے منعقد کیجاتی ہی جسے حضور صلعم نے حضرت بلالؓ کے مقابلہ مین ملحوظ و مدنظر فرمایا تھا - صوم عاشورہ کی تعیین اور اُسکے فضائل محتاج بیان نہین - پھر اگر یہ سب چیزین ناجائز ہو جائینگی تو خیر یہ محفل مولد بھی ناجائز تسلیم کر لی جائیگی - ورنہ انشاء اللہ تعالیٰ شرعاً عرفاً کسی قاعدہ سے کیسکے کہ ناجائز اور غیر مستحسن نہین ہوسکتی - جب صدہا سال سے تمام یعنی جمہور متقدمین و متاخرین علماء و فقہاء و مشائخ و سلاطین - اپنے اپنے وقت مین بالاتفاق اسکے اثبات اور استحسان کے قایل اور مباشر و مرتکب چلے آئین ہین - تو ان معدودے چند ذوات شریفہ نے ناجائز یا حرام کہدینے سے کیا ناجائز یا حرام ہوسکتی ہی - کبھی نہین - کیا وہ لوگ عالم نہ تھے - کیا اُنکی نظرین ایسی وسیع نہ تھین - کیا اُنکے اذہان اور عقول عالیہ ایسی بھی نہ تھے جو اسکے حسن و قبح کا امتیاز کر سکتے - کیا وہ دیندار نہ تھے - کیا اُنھین اپنے مذہب کا پاس نہ تھا جنکی مقدس تصانیف سے آج آپکا اسلام قائم ہی جنکی ذاتی اور مجموعی کوششون کا نتیجہ آپکی مذہب کی حفاظت ہی - کیا یہ سب غلطی پر تھے - کیا اس بات کو آجکل کے معمولی واعظ اور مولوی سمجھ سکتے ہین - اُسے وہ لوگ نہ سمجھ سکتے تھے - صاحبو اُن حضرات مین یہ سب باتین تھین لیکن اُن مین نا سخن پروری نہ تھی - ہٹ دھرمی نہ تھی - مسلمانون سے خواہ مخواہ سب و شتم سے پیش نہ آتے تھے - مسلمانون پر ناحق بدگمانیان نہ کرتے تھے مسلمانون پر محض اپنے گمان سے تفسیق تضلیل - تکفیر کے ناجائز حکم نہ لگاتے تھے - اُنکو بات بات پر اُٹھتے بیٹھتے فاسق - فاجر - مشرک - ملحد - بنا کر دائرہ اسلام سے خارج نہ کرتے تھے - بلکہ مسلمانون کے خیرخواہ اور اسلام کے سچے جان نثار تھے - مگر افسوس اب وہ کہان ہین ہمین نہین ہین کیا - کتنے لگا اُن کے موجود ہونے مین صرف اسیقدر کمی ہی کہ اُنکی مقدس اور نورانی صورتین ہماری آنکھون سے اوجھل ہو گئی ہین - مگر یاد رکھیے گو وہ آنکھون کے سامنے نہین ہین لیکن اُنکے فیوض اُنکے برکات - ہماری ہدایت کے لیے ہر طرح کافی - ہماری رہنمائی کے لیے بدستور قائم ہین - اور انشاء اللہ قیامت تک قائم رہینگے - جزاہم اللہ خیر الجزا -

قیام وقت ذکر ولادت کے متعلق آپ نے چار وجہین بیان کی ہین - اور ہر وجہ سے ناجائز قرار دیا ہی - جیساکہ فرمایا پہلی صورت مین بدعت و منکر ہی - دوسری مین حرام اور فسق - تیسری مین کفر و شرک - چوتھی مین ابتداع اور کبیرہ - اور اسی کے ضمن مین حضور صلعم کے بالواسطہ عالم الغیب ہونے کی نسبت عقیدہ رکھنے کو بھی شرک فرمایا ہی - حضرات استفتے کو دیکھیے قیام کی نسبت صرف اسقدر سائل نے دریافت کیا تھا - کہ یہ قیام واجب ہی یا نہین - جسکا منصفانہ جواب صرف اسی قدر کافی تھا - کہ حنفیہ کے نزدیک واجب نہین ہی بلکہ مستحسن ہی - جو شخص واجب سمجھتا ہی - وہ اگر حنفی ہی تو اُسے رجوع کرکے صرف مستحسن سمجھنا چاہیے - بھلا ان عبارات نکالنے کی کونسی ضرورت تھی - باقی عموماً قائل وجوب قیام کو فاسق - مرتکب کبیرہ کہنا اور اسی طرح نفس وجوب قیام کو فعل حرام قرار دیدینا اول درجے کی جرات اور دریدہ دہنی ہی - کیون صاحب علماء حنابلہ جو حضرت امام احمد حنبلؒ کے مقلد ہین جن کے مذہب کی حقانیت روے زمین پر مسلم اور متفق علیہ ہی - اُنکا قول ہی کہ قیام وقت ذکر ولادت واجب ہی تو کیا نعوذ باللہ وہ فاسق اور مرتکب کبیرہ ہین حضرت امام ابوزیدؒ تحریر فرماتے ہین واستحسن العلماء القیام عنہ ذکر الولادۃ وقال العلماء الحنبلیۃ عند ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم القیام واجباً لما نحضر روحہ صلعم هكذا نقل شاع الکلام یعنی علماء نے قیام وقت ذکر ولادت صلعم کو مستحسن فرمایا ہی - اور علماء حنبلیہ کا قول

غیر دین کو دین مین داخل کر لیا جاوے کما یظهر من التامل فی قوله علیه السلام من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد۔ پس ان
کو اگر کوئی عبادت مقصودہ نہین سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہی اور ہیئت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہی تو بدعت نہین مثلاً
لذاتہا عبادت نہین مگر تعظیم رسول کو عبادت جانتا ہی۔ اور کسی مصلحت سے اُسکی یہ ہیئت معین کر لی اور مثلاً تعظیم ذکر کو
مستحسن سمجھتا ہی۔ مگر کسی مصلحت خاص سے ذکر ولادت کیوقت مقرر کر لیا۔ اور مثلاً ذکر ولادت کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہی
بمصلحت سہولت و دوام یا کسی اور مصلحت سے ۱۲ ربیع الاول مقرر کر لی تو ایسی تخصیص مذموم نہین۔ تحقیقات اشغال
و تعینات رسوم مدارس و خانقاہ جات اسی قبیل سے ہین اگر کوئی شخص عمل مولد کو بہیئۃ کذائیہ موجب بعض برکات یا
اپنے تجربے سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنی کر قیام کو ضروری سمجھے تو اُسکے بدعت کہنے کی
وجہ نہین ہی۔ اور اعتقاد ایک امر باطن ہے۔ اوسکا حال بدون دریافت کیے ہوے یقیناً معلوم نہین ہو سکتا۔
قرائن تخمینیہ سے کسی پر بدگمانی اچھی نہین۔ اور یہ قیاس کر لینا کہ ہر شخص وجوب قیام کا معتقد ہے درست نہین۔ ا
کسی کا یہی عقیدہ ہو کہ قیام فرض و واجب ہی تو صرف اُسکے حق مین بدعت ہو جاویگا جس کا یہ اعتقاد نہین اُسکے
مین مباح اور مستحسن رہیگا۔ اور بعض اہل علم صرف جاہلون کی زیادتیان دیکھکر جیسا کہ بعض مجالس میلاد مین واقع ہ
سب الیہ پر ایک حکم لگا دیتے ہین یہ بھی انصاف کے خلاف ہی۔ مثلاً بعض واعظین موضوع روایات بیان کرتے ہین
وعظ مین بوجہ اختلاط مردون عورتون کے کوئی فتنہ ہو جاتا ہی۔ تو کیا تمام مجالس وعظ ممنوع ہو جاوینگی "
بہر کیکے تو گلیمے را مسوز"۔ تحقیق اس مسئلہ کی یہ تھی جو مذکور ہوئی اور مشرب فقیر کا یہ ہی کہ محفل مولد مین شریک
ہون۔ بلکہ ذریعہ برکات سمجھکر ہر سال منعقد کرتا ہون۔ اور قیام مین لطف و لذت پاتا ہون۔ الخ سبحان اللہ اہل
کی تحقیقات اسی قابل ہوتی ہین جو سر اور آنکھون پر رکھی جاوین۔ اب لطف سنیئے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال سنایا گیا
یہ فیصلہ ہفت مسئلہ گنگوہ گیا۔ تو مولوی رشید احمد صاحب نے یہ قدر کی کہ جس قدر نسخے اسکے وہان گئے تھے۔ سب کو آگ
ڈلوا دیا جو جلکر خاک ہو گئے۔ ؎ گہ بت شکنی گاہ مسجد زنی آتش ٭ از مذہب تو گبر و مسلمان گلہ دا
حضرات کیا یہ تحقیق اسی قابل تھی۔ جیسا اسکے ساتھ کیا گیا۔ شیخ الاسلام حافظ تقی الدین سبکی جو اپنے وقت کے مجتہد تھے خود بن
نفیس قیام فرمایا کرتے تھے۔ اور اُسوقت کے جسقدر فقہا اور قضاۃ اور مشائخ تھے سب نے بالاتفاق شیخ ممدوح کے تابع
کی۔ علامہ جعفر بن حسین برزنجی نے عقد الجوہر مین قیام کو مستحسن لکھا ہی۔ حیث قال قد استحسن القیام عند ذکر الولاد
۴ حرمین شریفین کے (زادہما اللہ تعظیما و شرفا۔) مقدس علما و مفتیان مذاہب اربعہ مثل حضرت مولانا عبد اللہ
محمد مفتی حنفی۔ مولانا حسن بن ابراہیم مفتی مالکی۔ مولانا عمر بن بکر مفتی شافعی۔ مولانا محمد بن یحییٰ مفتی حنبلی وغیرہ وغیرہ
فتاوے استحباب قیام مین موجود ہین۔ کذا فی الاشباع باقی قیام کی اصل محققین نے آیہ کریمہ فاذکروا اللہ قیاما وقعو
سے نکالی ہی۔ جس سے اتنا معلوم ہوا کہ کھڑے ہو کر بھی ذکر کا اختیار دیا گیا ہی۔ پس وقت ذکر ولادت کھڑے ہو کر قیام کی حالت
مین درود شریف پڑھنا موافق تحقیق کتاب الشفا کے ذکر اللہ مین داخل ہے۔ کیونکہ آیہ کریمہ بعموم اسکو شامل ہی۔ اسی
من ابن عطارد سے در بار [illegible] آیہ کریمہ [illegible]

حضرات جب آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ قیام حضور کو بُرا لگتا تھا تو ان الفاظ سے صاف ظاہر ہوتا ہو کہ قیام سے وہی جسدی و تعظیمی
قیام مراد لیا ہے جو باب ادب مین تسلیم کر لیا گیا ہے اور اسپر قیام وقت ذکر ولادت کو قیاس کیا ہو بھلا باوجود ان کثیر اور صحیح روایات
کے کیونکر یقین کیا جاسکتا ہو۔ کہ حضور کو ناگوار تھا۔ البتہ حضور نے اُس قیام کی ممانعت فرمائی ہو۔ جیسے عجمی اپنے سلاطین
کے سامنے تصویر کی طرح بے حس و حرکت کھڑے رہتے تھے۔ اور وہ نخوت اور تکبر سے بیٹھے رہتے تھے۔ جیسا کہ بعض روایات
سے معلوم ہوتا ہو۔ حضرات یاد رکھیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کی جس مقام پر ممانعت فرمائی ہے۔ یا تو وہ کسی خاص مصلحت
سے فرمائی ہو۔ یا صرف اس طور سے فرما دیا ہو۔ جیسے جن لوگون مین باہم بے تکلفی ہوتی ہو۔ اور کوئی تکلف کرتا ہو۔ تو اُس موقع پر
کہا کرتے ہین کہ بھائی ہمکو تمھارا تکلف کرنا اچھا نہین معلوم ہوتا ہو یا اس مصلحت سے کہ صحابہ کرام کے دلین چونکہ وقعت اور
رعب حضور کا غایت درجہ تھا۔ جس سے اس امر کا احتمال ہوسکتا تھا۔ کہ تاوقتیکہ یہ لوگ کسی قدر بے تکلف نہون گے اُس وقت
تک کھل کر اپنی دلی باتو نکا نہ اظہار کر سکینگے۔ اور نہ جو جو شکوک اور شبہات انکو معاملات یا مسائل مین واقع ہونگے نہین بخوبی پورے
طور سے دریافت کر سکینگے۔ چنانچہ اسی مصلحت سے حضور اکثر صحابہؓ سے مزاح فرمایا کرتے تھے۔ بھلا اس قسم کے ارشادات ناگوار خاطر ہونے
پر محمول کیے جاسکتے ہین۔ حضورؐ کے بعض احکام حکیمانہ ہوا کرتے تھے۔ بعض حاکمانہ۔ بعض سیاست مدن سے متعلق ہوتے تھے۔
جن لوگونکو خدا نے بصیرت عطا فرمائی ہو۔ وہ اُنکے اغراض کو علیحدہ علیحدہ محل پر محمول فرماتے ہین۔ کیا ان سب اقسام کے احکامات
کو ایک ہی محل قرار دیا جاسکتا ہو۔ ہرگز نہین۔ کیون صاحبو آپنے ان احادیث مذکور الصدر کو ملاحظہ فرمایا۔ دیکھیے تعظیم جو قیام کی علت
ہو وہ ان سب مین تمام مشترک ہے۔ اب رہا قیام وقت ذکر ولادت جسے مولوی رشید احمد صاحب وغیرہ غیر ثابت لکھتے ہین وہ غیر منصوص اور
مسکوت عنہ ہو اور ہر امر مسکوت عنہ تحت عفو مین داخل ہے لہذا اسکی عدم جواز یا حرمت کی کوئی وجہ نہین ہان اگر کوئی صاحب ایسی حدیث دکھلا دین جسمین
شارع نے یہ صاف صاف لفظون مین فرما دیا ہو کہ دیکھو ہماری وفات کے بعد مجالس مولود مین جو لوگ ہماری تعظیم کی غرض
سے ہمکو حاضر ناظر جان کر عین ذکر ولادت کے وقت قیام کیا کرینگے وہ نامشروع اور ناجائز یا نعوذ باللہ حرام ہوگا۔
تو بیشک قابل تسلیم ہو۔ ورنہ اِدھر اُدھر کے قواعد پر قیاس مع الفارق کر کے ناواقفون کو دھوکے مین ڈالنے کی غرض سے
ناجائز کہدینے کو بجز عوام کے جو ناواقف ہین کوئی ذی علم ہرگز قبول نکریگا۔ اب مین آپ کی توجہ عمدۃ العارفین قدوۃ السالکین
حضرت حاجی شاہ محمد امداد اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی۔ (یہ مولانا رشید احمد صاحب کے پیر ہین) منصفانہ تحقیق کیطرف دلائے
بغیر نہین رہ سکتا۔ جو اسی مسئلہ کے متعلق اُنھون نے اپنی کتاب فیصلہ ہفت مسئلہ مین نہایت تفصیل اور تشریح کیساتھ قلمبند
فرمائی ہو۔ جس کے ملاحظہ سے آپ خود ہی سمجھ لینگے کہ امر حق کیا ہو۔ اور ان حضرت نے محض اپنی ہٹ سے کہان تک اُنکی
مخالفت کی ہے۔ اور اس عمل خیر کے کرنے والے غریب مسلمانون کو ناحق فاسق۔ فاجر۔ کافر۔ مشرک۔ ملحد بتایا ہو۔ صاحبو۔ یہ
تصوف کا مسئلہ نہین ہو۔ جسکی نسبت یہ خیال کر لیا جاوے کہ شاید حاجی صاحبؒ نے غلبہ حال مین ایسا لکھدیا ہوگا ملاحظہ کیجیے
فرماتے ہین۔ "اس مین تو کوئی شک نہین کہ نفس ذکر ولادت آنحضرت صلعم موجب خیرات و برکات دینوی واخروی
ہو۔ صرف کلام بعض تعینات وغیرہ مین ہو۔ جس مین بڑا امر قیام ہے۔ بعض علما ان امور کو منع کرتے ہین بقولہ کل بدعۃ
ضلالۃ اور اکثر علماء اجازت دیتے ہین۔ لاطلاق دلائل فضیلۃ الذکر اور انصاف یہ ہو کہ بدعت اُسکو کہتے ہین کہ

نہین - لیکن میرے خیال سے مولوی صاحب ممدوح نے اپنے خیال کے مطابق جو کچھ لکھا ہی بہت بجا لکھا ہی
مگر انکو اُن مدارج کی ہوا ہی نہین لگی - بھلا کیسے قائل ہو جائین - گو لوگون نے مشہور کر رکھا ہے - گروہ اپنی واقفیت
خود معترف ہین - یہ نعمتین خداداد ہین - ہر شخص کو نصیب نہین ہوتین ؎ این سعادت بزور بازو نیست ۔ تا نہ بخشد خدا
باقی جن لوگون کو حق تعالیٰ نے یہ مراتب عطا فرماے ہین - دیکھیئے وہ کیا فرماتے ہین - حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب محدث
کے جد امجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین مین لکھتے ہین - فرأیت انوارا سطعت فجأة رأیت
انوار رحمة یعنی دیکھا مین نے اس محفل مین کہ بلند ہوئی انوار دفعةً اور دیکھا مین نے کہ ملے ہوئے ہین انوار رحمت
انوار ملائکہ مین الخ - علامہ جلال الدین سیوطی نے - انتباہ الاذکیا فی حیوٰة الانبیا مین منجملہ اور خصائص کے
ہی - کہ انبیاءؑ کی موت صرف اسی قدر ہوتی ہی کہ وہ عام نظرون سے مخفی اور پوشیدہ ہو جاتے ہین - او
مین زندہ اور موجود رہتے ہین - اطراف زمین مین آمد و رفت بھی فرماتے ہین جنکو حق تعالیٰ نے نور بصیرت اور
تفویض فرمایا ہی وہ زیارت انوار سے مشرف ہوتے ہین - باقی جن مین یہ قابلیت نہین ہی - وہ محض اہل کشف کی
اور اتباع کی وجہ سے ایسا خیال اور عقیدہ رکھتے ہین پس ایسے عقاید کسی قاعدہ سے شرک نہین ہو سکتے - کیو
اسوقت تک متحقق نہین ہو سکتا - جبتک عبد اور معبود کے صفات مین تساوی اور مساوات ثابت نہو لے قال
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسائر الانبیاء احیاء ردت الیہم ارواحہم بعد ما قبضوا واذن لہم فی الخروج من قبو
قال حصل من مجموع ہذا النقول والاحادیث ان النبی صلعم تیصرف ولیسیر بجسدہ وروحہ حیث شاء فی اقطار الارض
اسکے ساتھ ہی فرماتے ہین - جس طرح ملائکہ بجسدہ دنیا کی سیر کرتے ہین - اور بعض خاصان خدا کے عام نظرین
نہین دیکھ سکتین - اسی طرح حضور کا رونق افروز ہونا مجالس میلاد مین ممکن ہی - گو ہر شخص کو علم نہین ہوتا - باوجود ان
اور تصریحات کے کیونکر یہ عقیدہ مذموم و شرک ہو سکتا ہی - باقی یہ شبہہ کہ حضور کو اتنی دور سے غیب کی خبر کسطرح
کہ فلان جگہ ذکر مبارک ہو رہا ہے - اور یہ شبہہ کہ کبھی ایک وقت مین چند مقامات پر ذکر مبارک ہوتا ہی - تو ایک ہی
مین ہر جگہ کیونکر روح پر فتوح رونق افروز ہو سکتی ہی - اسکا مختصر جواب یہ ہی جو حاجی شاہ امداد اللہ صاحب نے ر
ہفت مسئلہ مین دیا ہی - آپکی علم روحانیت کی وسعت جو اپنے موقع پر دلائل نقلیہ اور کشفیہ سے پورے طور پر ثابت ہو چکی ہی - اسکے
یہ ایک معمولی بات ہی ممکن ہی - کہ آپ اپنی جگہ پر تشریف رکھیں اور درمیانی حجابات اُٹھ جائین - اسکے علاوہ خدا کی قدرت
کلام نہین ہو سکتی - انتہیٰ کلامہ - کیون صاحبو! مین آپ سے دریافت کرتا ہون - سب جانتے ہین کہ مسلمان مردون کو دفن
سوال وجواب کے وقت شبیہ جناب سالتمآب دکھلائی جاتی ہی - اور ظاہر ہی کہ ایک آن مین ایک ہی وقت روے زمین پر کس
آدمی مرتے ہونگے - تو ہر جگہ وہ ملائکہ کیونکر اُس شبیہ کو معائنہ کراتے ہونگے - اسی طرح تمام روے زمین پر ایک ہی
مین ہزارون ذی روح انسان - حیوان حشرات الارض - طیور - وحوش وغیرہ مرتے ہین - اور قبض روح کی خدمت سواے ملک
کے کسی کو تفویض نہین ہوئی - پھر ایک آن مین ہر جگہ لاکھون کرورون میل کے فاصلہ پر جا کر کس طرح روحین قبض کرتے ہونگے
انکو ایک ہی وقت مین کیسے علم ہوتا ہی کہ فلان مقام پر فلان شخص کو مارنا جاہیے - فلان جگہ مجھ کو [illegible]

ہوا ہو محمد ہمنے تمکو اپنا ذکر بنایا ہی - جس شخص نے تمکو یاد کیا ہمکو یاد کیا - اور خدا کا ذکر ہر حالت مین جائز ہی - جیسا کہ آیہ کریمہ فاذکروا اللہ
قیاما وقعودا سے بخوبی سمجھا جاتا ہی کذا فی الدافع واللہ اعلم - صحیح مسلم کی روایت ہی من سن فی الاسلام سنة حسنة فعمل بها بعده کتب
له مثل اجر من عمل بها ولا ینقص من اجورهم شیء مجمع البحار جلد ثانی اور شرح مسلم کی جلد ثانی مین اس حدیث کے معنی یہ تحریر ہین
کہ جس شخص نے کوئی طریقہ پسندیدہ جاری کیا پس اوس پر عمل کیا گیا اوسکے بعد تو لکھا جاویگا - اوسکے نام ثواب اُن سب عمل کرنے
والون کے برابر اور اُن کے ثواب مین کسی قسم کی کمی نہ کیجاویگی - گو وہ طریقہ اُس نے بذات خود نہ ایجاد کیا ہو بلکہ ایجاد کیا ہوا
کسی اور کا ہو اُس نے صرف اُسے جاری ہی کردیا ہو - اور عام اس سے ہی کہ وہ طریقہ علم ہو - یا ادب - یا عبادت - انتہی - اس
تحقیق سے ظاہر ہوگیا کہ ادب کا موجد بھی مستحق ثواب ہوتا ہے - فقہانے تصریح کردی ہے کل ما کان داخلا فی الادب والاجلال
حاصل جس کا خلاصہ یہ ہی کہ جن حرکات و سکنات سے حضور صلعم کی تعظیم اور ادب نکلے سب پاکیزہ اور مستحسن ہین - پس قیام عند
الذکر گو فی نفسہ ایک محدث اور جدید امر ہی لیکن تعظیم رسول جو شرع مین ہر طرح مطلوب ہی اس سے بخوبی ادا ہوتی ہی - چنانچہ اسکے
نظائر فقہا اور محدثین کے کلام مین کثرت سے موجود ہین - اذان کے لیے زورا مین منارہ گو آنحضرت کے وقت مین نہ تھا لیکن اُسپر
کھڑے ہوکر اذان دینے سے وہ غرض اور مقصد جو حضور کو مطلوب تھا کہ مسلمانون کو نماز کے وقت کی اطلاع ہوجاوے - بخوبی
حاصل ہوتی ہی - چنانچہ اسی بنا پر اسکے جواز کا فتوی دیا گیا ہی - پس قیام کی بھی وہی حالت ہی - لہذا اسکو ضلالت قرار دینا بالکل نامناسب
اور خلاف تحقیق ہی - رہا یہ امر کہ ذکر ولادت ہی کے وقت قیام کی کیا تخصیص ہی جسوقت نام نامی آوے کھڑا ہوجانا چاہیے -
اسکی تحقیق تو جناب حاجی امداد اللہ صاحب کی تحریر سے معلوم ہی ہوچکی ہی - لیکن یون سمجھ لیجیے - کہ قیام کرنا خاص اُسوقت اس
مناسبت سے ہوتا ہی کہ ولادت کے معنی یہ ہین کہ حضور اس عالم مین رونق افروز ہوئے - اور رونق افروزی اور تشریف آوری
اور تعظیم کو قیام کے ساتھ شرعی مناسبت ہی - اور ہر مرتبہ یہ مناسبت تحقق نہین ہوتی بسبب حرج کے جو ازروے نص کے
مرفوع ہی - غور فرمائیے مسئلہ درود مین فقہا کا یہ حکم ہی - کہ اگر کسی مجلس مین چند بار نام نامی لیا جاوے تو صحیح یہ ہی - کہ ایک مرتبہ
درود شریف پڑھنا واجب ہی - اور ہر بار بہتر اور افضل ہی واجب نہین - هکذا فی شرح الکبیر لابراهیم حلبی صاحب انسان العیون
نے نہایت صاف صاف لفظون مین تصریح کردی ہی - کہ قیام اگرچہ بدعت ہی - لیکن بدعت حسنہ ہی - اور ہر بدعت سیئہ اور مذموم نہین
ہوتی - بلکہ مذموم وہی بدعت ہی - جو قواعد شرع کے مخالف ہو - اور جو مخالف نہ ہو - وہ حسنہ ہی - اگرچہ قرون ثلاثہ مین
اسکا وجود نہوا ہو اور قیام وقت ذکر ولادت اسی قبیل سے ہی - انتہی کلامہ " بعض محققین ارشاد فرماتے ہین کہ یہ قیام
عرض تشکل اور تمثیل کیا جاتا ہی - تاکہ اُن ملائکہ سے تشابہ ہوجاوے جو ولادت باسعادت حضور سرور عالم صلعم کے وقت
مودب کھڑے ہوے تھے - چنانچہ شرف الانام مصنفہ علامہ شیخ قاسم بخاری مین یہ روایت موجود ہی - اہل حدیث کے نزدیک
واقعہ مرویہ کا تشکل مستحب ہی - صحیح بخاری مین ہی کہ حضور جبرئیل ع کے ساتھ نزول وحی کے وقت دلمین قرآن مجید کی تلاوت فرمایا
کرتے تھے - اور لب مبارک کو جنبش اور حرکت فرمایا کرتے تھے - چنانچہ حضرت ابن عباس رض جسوقت روایت کیا کرتے تھے
اپنی لبون کو جنبش دیدیا کرتے تھے - اور یہ ارشاد دیکھو یا قیام کی یہ وجہ ہی کہ روح پاک علیہ السلام کی جو عالم ارواح سے
عالم شہادت مین تشریف لائی - اسکی تعظیم کو قیام ہی - تو یہ بھی محض حماقت ہی الخ) یہ بھی آپ کی ذاتی تحقیق ہی - جس کا کوئی قائل

ہوتا ہے- اور قیام بھی اُسی قبیل سے ہے پس کوئی وجہ نہین کہ قیام ناجائز یا حرام قرار دیا جاوے- امام غزالیؒ احیاء العلوم
مین تحریر فرماتے ہین کہ قوم کی موافقت بھی منجملہ آداب کے ہے- حیث قال الادب الخامس موافقۃ القوم فی القیام
علامہ قسطلانیؒ- علامہ برہان الدین حلبیؒ- علامہ ابن جوزیؒ- علامہ محمد بن یوسف شامیؒ- علامہ ابن حجر عسقلانیؒ-
صدر الدینؒ- شارح سنن ابن ماجہ- علامہ سخاویؒ- علامہ جزریؒ صاحب نہایہ- علامہ عفیف الدین شیرازیؒ
زین الدینؒ عراقی- علامہ سیف الدینؒ ابو جعفر ترکمانیؒ دمشقی حنفی- علامہ عبد الوہابؒ حنفی- علامہ مجد الدینؒ
شیخ محمد ابن حمزہ عربی- امام نوویؒ صاحب مصباح الزجاجہ- امام قرطبیؒ- شیخ ابن حجر ہیثمی- ملا علیؒ قاری مکی- امام ابو
علامہ جلال الدین سیوطیؒ- علامہ زین العابدین محمود نقشبندیؒ- مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی- مولانا شاہ
صاحب محدث دہلوی- مولانا شاہ عبد العزیزؒ صاحب محدث دہلوی- استاذ الاساتذہ مولانا مفتی عنایت احمد
لکھنوی- جعل اللہ الجنۃ مثواہ- حضرت مولانا شاہ عبد الرحیمؒ صاحب لکھنوی- مولانا مرزا حسن علیؒ صاحب محدث لکھنوی
مولانا عبد الحکیمؒ صاحب لکھنوی- مولانا محمد نعیمؒ صاحب لکھنوی- مولانا مفتی سعد اللہؒ صاحب لکھنوی- مولانا تراب علی
کاکوری- مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر حرمین- مولانا فضل حقؒ صاحب خیر آبادی- مولانا لطف اللہ صاحب علیگڈھی
مولانا محمد حسین صاحب الہ آبادی- مولانا شاہ عبد القادر صاحب بدایونیؒ- مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی
محمد صدیق صاحب دیوبندی- وغیرہ وغیرہ- انہین جسقدر علماء دین و فقہاے راشدین و محدثین گذرے (
مرقدہ) جو موجود ہین (مدظلہم العالی) سب کے سب استحباب قیام کے قائل تھے اور ہین اور اپنے اپنے وقت
عمل در آمد رکھتے چلے آئے اور کر رہے ہین- حضرات کانپور اپنے کانپور کے علماء کو ملاحظہ فرمایئے- حضرت مولانا و
شاہ سلامت اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ- حضرت مولانا شاہ عبد الحق صاحب مرحوم- حضرت مولانا شاہ احمد حسن صاحب
مولانا شاہ محمد عادل صاحب مدظلہم العالی وغیرہ کو خود آپنے اپنی آنکھون سے ملاحظہ فرمایا کہ وہ ہمیشہ سے میلاد اور قیام
کو کرتے آئے اور ہنوز اپنی اُسی تحقیق پر قائم ہین- حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ بھی گو جب بد ابتدا مین کانپور تشریف
تھے- اُسوقت کسی مصلحت سے کسی قدر تامل فرماتے تھے- لیکن جب چند روز گذر گئے تو آپ نے خود دیکھا کہ کس اہتمام کے س
میلاد شریف مین تشریف لایا کرتے تھے- اور کس خوبی اور خوش الحانی سے وقت ذکر ولادت کے قیام فرما کر قصائد وغیرہ
کرتے تھے- گو آج کل وہ پھر اپنی کسی ذاتی مصلحت سے میلاد اور قیام میلاد دونون کی ممانعت فرماتے ہین- غرضکہ جب آپ
ملاحظہ فرما چکے کہ تمام علماء حرمین شریفین علماء مصر و شام علماء روم و اندلس- علماء ہند و سندھ وغیرہ وغیرہ اس قیام کو مستحب
مستحسن فرماتے ہین- اور کسی کو اس مین دبجز اُن حضرات کے جنکی نسبت لوگون کا خیال ہے کہ اُنکے مزاج مین تو ہب
نہین- تو یہ قیام نعوذ باللہ حرام یا شرک یا بدعت کیونکر ہو سکتا ہے- مجھے امید ہے کہ اگر آپ حضرات کوئی تحریر متقدمین
کی تحقیق کے خلاف ملاحظہ فرماوینگے اُسے محض بے اصل اور بے بنیاد سمجھینگے- اور یہ فرمانا کہ یا یہ وجہ ہے کہ ان مبتدعین کے
فاسد مین روح پر فتوح اس مجلس پر شرار کل معاصی اور غیر مشروعات اور مجمع فساق و فجار و محقر بدعات و شرور مین تشریف
لاتی ہے- معاذ اللہ تو اگر یہ عقیدہ ہے کہ آپ عالم غیب ہین- تو یہ عقیدہ خود شرک ہے بس باین عقیدہ قیام کرنا خود شرک

فلان شہر مین آدمی کو وغیرہ وغیرہ۔ حضرت کیسی موٹی بات ہی کہ ملک الموت کو جب خداوند تعالے نے ایسا علم
تی ہی کہ وہ یہ سارے کام ہر روز نہایت آسانی کے ساتھ انجام دیتے ہین۔ تو رسول خدا کو جو محبوب حقیقی ہ
ہین اور افلاک حتی کہ خود ملک الموت تک کی پیدایش کے باعث ہین۔ انکو ایسے علم یا قوت کا عطا ہو جانا کیا محال
موت کی وسعت علم اور قدرت پر کبھی تعجب نہین ہوتا۔ اور تعجب ہوتا ہے تو رسول کے علم و قدرت پر۔
رج کے مقابلہ مین بچارے ملک الموت کی کوئی ہستی نہین ہی۔ عقلی طور پر سمجھ لیجیے۔ کہ اجسام عنصریہ ہو
ن مین چند مقام پر بیشک محال ہی۔ لیکن نفس ناطقہ کا ظہور ابدان اور اجساد متبائنہ مین چند مواقع اور مقاما
لہ اپنے موقع پر نہایت بسط کے ساتھ طی ہو چکا ہی۔ من شاء الاطلاع فلیرجع الیہ گو اس تحقیق پر سارے عقلا کا ا
تھر بھی مین مزید ثبوت اور اطمینان کی غرض سے آپکے سامنے ایک ایسے شخص کا قول عرض کرتا ہون جسکی محققیت
ہین۔ عارف ربانی۔ شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات مطبوعہ دہلی مین اسی مقام کی نسبت تحریر فرماتے ہین۔
ہد یر اللہ سبحانہ و تعالی این قدرت بود کہ متشکل باشکال گشتہ اعمال غریبہ بوقوع آرند ارواح کمل را اگر این قدر
لی محجب ہست۔ وچہ احتیاج بدان دیگر ازین قبیل است انچہ بعض اولیاء اللہ نقل می کنند کہ در یک آن در اماکن
بیگر وندو افعال متبائنہ بوقوع می آرند این جا نیز لطائف ایشان متجسد باجساد مختلفہ و متشکل باشکال متبائنہ
دوسرے موقع پر فرماتے ہین۔ (و این تشکل گاہ در عالم شہادت بود وگاہ در عالم مثال چنانچہ در یک شب ہزاران
ت را بصور مختلفہ در خواب می بینند و استفادہ ہا می نمایند الخ) ہکذا فی الاشباع۔ کیون صاحبو جن لوگون کے عقاید شیخ
ہون۔ انکو مشرک اور جہنمی کہنا۔ کیسی بڑی زیادتی ہی۔ اسکی مثال تو ایسی ہی۔ کہ کسی حاذق طبیب نے اشتہا
مادرزاد اندھون کو بینا کر نیوالا سرمہ ہی۔ چنانچہ اس اشتہار کو سنکر ہزارون کور مادرزاد اسکے پاس گئے اور ا
۔ کوئی شخص جسکی دونون آنکھین کھلی ہون۔ اس سرمہ کی تاثیر سے خواہ مخواہ انکار کرے تو اسے بجز اسکے
دیا جا سکتا ہی۔ کہ یا تو بھائی کور مادرزاد بنکر آ اور اسکی تاثیر کو آزما لے۔ یا جنکو اس سے پورا نفع ہوا ہے۔
طمینان کر لے۔ غور فرمائیے کتب معتبرہ مین اس امر کی تصریح ہی۔ کہ جو امور غیر ممنوعہ ہین انمین ہر شہر کا رواج
یسے موقع پر عمل مروجہ اسلام کو واجب لکھا ہی۔ پس جب رواج شہر ان امور مین۔ جنکی ممانعت مین نص
نہین ہین شرع مین معتبر بلکہ واجب ہی۔ پس امور مروجہ اکابر علماے حرمین شریفین کس لیے معتبر نہین سمجھ
فرمائیے صاحب ہدایہ جواز اذان فجر قبل از وقت مین توارث اہل حرمین شریفین کو حجت لاتے ہین
الفجر من النصف الاخیر من اللیل لتوارث اہل الحرمین اس سے زیادہ صاف روایت حافظ محمد بن طاہر
زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہی۔ انہ قال اذا رأیت اہل المدینۃ اجمعوا علی شیٔ فاعلم انہ سنۃ الخ یعنی جب تم دیکھو
اہل کو متفق ہو کر کرتے ہین تو سمجھ لو کہ وہ سنت ہی۔ اصول شافعیہ مین ہی۔ ان المالکیۃ قالوا لا یجب العمل
اہل المدینۃ فیہ بخلاف۔ عینی شرح کنز مین مرقوم ہی۔ ذکر الشمس الائمۃ السرخسی ان مشائخ بلخ اختاروا قول اہل
ذا استیجار المعلم علی تعلیم القران فنحن ایضا نقول بالجواز۔ پس جب یہ ثابت ہو چکا۔ کہ متعارف اہل اسلام و علم

بھی مدنظر رہے کہ مماثلت کے لیے جمیع اوصاف مین اشتراک ضروری اور لازمی ہے۔ یہانتک کہ اگر کسی ایک وصف مین
بھی اختلاف ہوجائیگا۔ تو وہ مشارکت اور مماثلت اور مساوات ثابت نہوگی۔ جو موجب کفر ہو۔ شرح عقائد مین جو
عقائد کی مستند کتاب ہو تحریر ہو۔ کہ مماثلت اسیوقت ثابت ہوگی جب متماثلین کے کل وصاف مین اشتراک ثابت ہولے۔ اگر ایک وصف
مین بھی اختلاف ہوگا۔ تو مشارکت قائم نہ رہیگی کما قال ان المماثلة عندنا انما تثبت بالاشتراك فی جمیع الاوصاف حتی لو اختلفا
فی وصف واحد ینتفت المماثلة اور اس جگہ تو کہین مماثلت کا وجود ہی نہین علم غیبیہ کا بالذات علم خواہ وہ موجود فی الحال ہون یا فی الماضی معدوم ازلی ہون یا ابدی
امور کونیہ سے ہون یا غیر کونیہ سے اسطور پر کہ کبھی کسی نوع سے غفلت و نسیان انپر طاری نہو خاصہ باری ہی حضور کے لیے ایسا علم کوئی ثابت نہین کرتا جب خدا کا علم ذاتی ہے آپکا
کا) علم عرضی۔ خدا کا علم قدیم ہو۔ آپکا علم حادث۔ خدا کا علم ضروری البقا ہو۔ آپکا علم جائز الفنا۔ خدا کا علم غیر مخلوق ہے
آپکا علم مخلوق۔ خدا کا علم مستقل بالذات اور ازلی۔ آپکا علم غیر مستقل اور حادث۔ خدا کا علم مستحیل الانفکاک۔ آپکا علم اسکے خلا
تو کیسی مماثلت۔ کہانکی مشارکت۔ اور توہم شرک غریب تو کہان رہتا ہے۔ جمیع ماکان و ما یکون کا علم آنحضرت کو حا
ہونے سے خدا کے علم کے ساتھ خواہ مخواہ کے مساوات ثابت کرکے شرک یا موہم شرک کہدینا کونسی تحقیق اور کہا
انصاف ہو۔ باقی آیہ کریمہ۔ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر الآیۃ اور آیہ کریمہ وعندہ مفاتح الغیب الآیۃ جنسے ان دونو
حضرات نے استدلال کیا ہو۔ برحق ہین۔ سر اور آنکھون پر انکا جو مفہوم اور انسے جو مراد ہو۔ نہایت صحیح اور بجا ہو۔ آ
وصدقنا۔ لیکن صاحبو خوب سمجھ لیجیے۔ گو ان سے بظاہر نفی علم غیب ثابت ہوتی ہو۔ لیکن ان آیات کریمہ سے جن
مین ابھی آپکے سامنے پیش کرونگا پورے طور سے علم غیب بالواسطہ کا ثبوت ہوتا ہو۔ چنانچہ ان آیات مین جنھین ان حض
نے استدلال مین پیش کیا ہو مفسرین نے تاویل کی ہو۔ اور ان آیات کو جنھین مین نے نقل کیا ہو۔ اپنے حقیقی معنے پر قائم رکھا ہو
خازن کو ملاحظہ فرمائیے انھین آیات کی نسبت تحریر ہو۔ کہ ان آیات مین دو احتمال ہین۔ اول یہ ہو کہ ممکن ہو انکے نز
تک حضور کو علم غیب مرحمت نہوا ہو۔ دوسرے یہ کہ مرحمت تو ہوگیا ہو۔ لیکن تواضعاً و انکساراً حضور اقدس نے اپنی ذات شر
نفی فرما دی ہو۔ کما قال فان قلت قد اخبر صلی اللہ علیہ و سلم عن المغیبات و قد جاءت احادیث فی الصحیح بذلك وهو
اعظم معجزاته صلعم فکیف الجمع بینه و بین قوله و لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر الآیة و غیرها قلت یحتمل ان یکون
سبیل التواضع و الادب و یحتمل ان یکون قبل ان یطلعه الله عز و جل علی علم الغیب فلما اخبره کما قال فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی
ہکذا فی تفسیر الخازن گو بقاعدہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال کے۔ ان حضرات کا یہ استدلال ہرگز صحیح نہین ٹھہرتا۔ اور بیخ و بنیا
اسکا قلع و قمع ہوتا ہو۔ لیکن۔ نہین مین اتنے کہنے کو بھی سوء ادبی سمجھتا ہون۔ بلکہ مین یہی کہتا ہون کہ واقعی آپکا استد
باوجود اس احتمال کے بھی صحیح اور نہایت درست ہو۔ لیکن خدا کے لیے قرآن مجید کی دوسری ان آیات کریمہ سے قطع نظر
جنسے علم غیب کا ثبوت ہوتا ہو۔ کیونکہ وہ بھی تو خدا ہی کا کلام ہو۔ وہ بھی تو اسی کلام مجید کے آیات ہین جیسے یہ ہین۔ پھر و
کیون نہ اختیار کرنا چاہیے جس سے خدا کے ہر کلام کے معنی بلا تکلف صحیح اور درست ہوجاوین۔ صرف آیات نفی
کرنے سے انصاف ثابت نہین ہوتا صرف ایک پہلو کا اختیار کرلینا ہی پر زور دینا۔ دوسرے پہلو سے بالکل قطع
کونسا انصاف ہو البتہ اسوقت آپ منصف اور طالب امر حق متصور ہو سکتے تھے۔ کہ جہان آیات نفی کو نقل فرمایا تھا

لیا الخ) آپ کے اعلیٰ درجہ کی شرافت - تہذیب - قابلیت کا باعث ہے - جو شرفا اور فضلا کی نسبت ایسے مہذب لفاظ استعمال
ہین - مسئلہ کی تحقیق مین سخت کلامی اور زبان درازی سے کام لینا - خدا جانے کس حدیث مین وارد ہوا ہے - افسوس کس
بات کی جانب توجہ کی جائے کس کس کو قلم انداز کیا جائے - جو بات ہے وہ حد سے بڑھی ہوئی ہے ؎ ز فرق تا بقدم ہر کجا
کہ می نگرم ؛ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا ست ؛ گو تشریف آوری کے امکان کے متعلق سابق کی تحقیق کافی تھی
تاہم مین حاجی شاہ امداد اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ کے قول کو نقل کردینا ضروری سمجھتا ہون - تاکہ آپ حضرات پورے
طور پر سمجھ لین کہ مولوی صاحب ممدوح نے اپنے پیر کی ان ہر ہر موقعون کہان تک مخالفت کی ہے - اور کس وجہ امر حق سے دور
ہین - اُسی فیصلہ ہفت مسئلہ مین موجود ہے - رہا یہ اعتقاد کہ مجلس مولد مین حضور پر نور صلعم رونق افروز ہوتے ہین - اس
اعتقاد کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے - کیونکہ یہ امر ممکن ہے عقلاً و نقلاً بلکہ بعض مقامات پر اسکا وقوع بھی ہوتا ہے - انتہیٰ
اب آپ حضرات کیا جناب حاجی صاحب رح کوئی معمولی درجہ کی شخص تھے - کیا یہ حاجی صاحب کے لکھائے ہوئے فقرے نہین ہین - کیا حاجی صاحب کا ارشاد غلط
ہے - جسوقت تک وہ بزرگ زندہ رہے ہر موقع پر اونکی فرمائی ہوئی باتین سند پیش کیجاتی تھین - اونکی آنکھین بند ہوتے ہی بجائے اونکے یہ
کہا جانے لگا کہ حاجی صاحب کوئی عالم نہ تھے جنکا قول سند ہو شرعی مسائل مین اونکا قول کوئی چیز نہین افسوس توبہ کرنیکا
مقام ہے - مگر اصل یہ ہے ہر شخص کی آنکھین کہان ہین - جو دیکھ سکے ؎ دیکھنے کو چشم بینا چاہیے - باقی حضور کی مقدس
ذات پر بالواسطہ علم غیب کے اطلاق کو شرک یا اس قسم کے اعتقاد رکھنے والے کو مشرک کہدینا - صرف اعلیٰ درجہ کی وقفیت کا باعث
ہے - خوب یاد رکھیے - حضور کی ذات مستجمع کمالات تھی - اُسکی نسبت ایسے عقائد اور اطلاقات ہرگز ممنوع نہین - رسالۂ
حفظ الایمان مولفۂ جناب مولانا اشرف علی صاحب مین بھی صاف صاف علم غیب بالواسطہ کے اطلاق کو ناجائز اور موہم
شرک لکھا ہے - وہ بھی صریح تحقیق کے خلاف ہے - اس مسئلہ مین جناب مولوی صاحب ممدوح بالکل مولوی رشید احمد صاحب
کے قدم بقدم چلے ہین - چونکہ یہ مسئلہ عقائد سے تعلق رکھتا ہے - لہذا میرا فرض ہے کہ مین اسکو بھی تفصیل کے ساتھ آپکے گوش
گذار کردون - تاکہ جو شکوک اور خیالات آپکے قلب مین اِن تحریرون کے ملاحظہ سے پیدا ہوئے ہین - یا آیندہ پیدا ہون -
آسانی سے رفع ہو جاوین ؎ سنیئے اور توجہ سے سنیئے اصل یہ ہے کہ علم غیب کی دو قسمین ہین - ایک علم غیب بالذات
مطلق - دوسرا علم غیب بالعرض اور بالواسطہ - قسم اول ذات باری تعالیٰ کے ساتھ خاص اور مختص ہے - قسم ثانی
یعنی بالواسطہ خاصۂ ذات باری نہین بلکہ عطیۂ عز اسمہٗ ہے - یعنی خدا نے محض اپنے فضل و مہربانی سے اپنے کسی رسول یا مقبول
بندہ کو عام اس سے کہ وہ فرشتہ ہو - یا انسان مرحمت فرما دیا ہو - جو علم غیب خدا کا خاصہ ہے - جو علم خدا کی صفت قدیمہ
ازلیہ ہے - جو علم حدوث و تغیر سے مبرا و منزہ ہے - جس علم کا اطلاق سوا خدا کے دوسرے پر کفر ہے - وہ علم غیب بالذات ہے -
اور جو علم بواسطہ اعلام الٰہی ہو - یعنی وہ غیبی چیزین جو عام مخلوق کے قوۂ حاسہ سے باہر ہون - جن کا علم خدا نے اپنے
کسی رسول کو عطا فرمایا ہو وہ بالذات نہین ہے - ایسا علم مخلوق کے لیے ثابت کرنا - اور اس معنی کر یا اس حیثیت سے
یہ کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا ہرگز نہ شرک ہو سکتا ہے - اور نہ موہم شرک - کیونکہ شرک یا موہم شرک اُسوقت
ہوسکتا تھا - جب کوئی خدا اور رسول خدا کی ذات یا صفات مین کامل مساوات اور مماثلت کا عقیدہ رکھا جا - اور یہ

فرمائی ہی۔ اب تو بڑی مصیبت پڑ گئی - یہ تو وہی ہوا ؎ مین الزام اُنکو دیتا تھا مگر اپنی خطا نکلی + لو صاحب جواب اُن آیات
کریمہ اور احادیث نبویہ کو ملاحظہ فرمائیے جنسے صاف صاف علم غیب کا ثبوت ہوتا ہی۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہی۔ وما کان اللہ
لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء الایۃ دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا ہی کہ لا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول جنکا خلاصہ
یہ ہی۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو علم غیب پر مطلع نہین کرتا ہے - مگر اپنے رسولون مین سے جسکو برگزیدہ کرلیتا ہی اور جن لیتا ہی
علی ہذا تیسرے موقع پر حضرت خضر کی شان مین فرمایا ہی وعلمناہ من لدنا علما الایۃ علامہ بیضاوی نے تفسیر بیضاوی مین اس کی تفسیر فرمائی
ہی۔ ما یختص بنا ولا یعلم الا بتوفیقنا وھو علم الغیب یعنی (خداوند تعالیٰ فرماتا ہی) ہمنے (اپنے رسول کو وہ چیز دکھا دی جو ہمارے
ساتھ مختص تھی - اور وہ نہین معلوم ہوتی مگر ہماری مدد سے اور وہ (چیز) علم غیب ہے - اسی آیہ کریمہ کی تفسیر علامہ ابو السعود
نے یون کی ہے - خاصا لا یکتنہ کنہہ ولا یقادر قدرہ وھو علم الغیوب الخ یعنی ہمنے سکھایا اپنے پاس سے اُسکو ایسا علم جسکی
کنہ کو کوئی نہین پہونچتا ہی - اور جس کا اندازہ بھی نہین کیا جاسکتا - اور وہ علم ہی غیوب کا - چوتھے موقع پر فرمایا ہی۔
وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ وعلمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما یعنی نازل کی خداوند تعالیٰ نے تمپر (اے محمد)
کتاب اور حکمت اور سکھلا دین تم کو وہ چیزین جنھین تم نہ جانتے تھے - اور اللہ کا تمپر بہت بڑا فضل ہے - سبحان اللہ ان
آیات کریمہ سے کس تصریح کے ساتھ علم غیب کا ثبوت ہوتا ہی - دیکھیے جملہ وعلمک ما لم تکن تعلم سے علوم غیبیہ ہی مراد ہین کیونکہ جناب
رسالتمآب کو اور چیزون کا علم نہ تھا - وہان خیر علم غیب بھی نہ تھا پس جب لفظ (ما) ہی جسکے بابت محققین و مفسرین نے تصریح
کردی ہی کہ اس سے علم غیب ہی مراد ہی - جیساکہ کتب تفاسیر کے ملاحظہ سے بخوبی معلوم ہوتا ہی - تو پھر کیا وجہ اور کون سبب
کہ لفظ (ما) سے اور اور چیزین تو مراد لے لی جاتی ہین - اور نہین مراد لیا جاتا تو علم غیب " حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل صاحب حقی
رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر روح البیان مین اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے اپنی تفسیر عزیزی مین اس موقع
کو نہایت خوبی کے ساتھ بیان کیا ہی - من شاء الاطلاع فلیرجع ثمہ تعجب اور سخت تعجب ہی - روحی فداہ صلعم تو صاف صاف
الفاظ مین فرمائین علمت علم الاولین والاخرین اور علی ہذا - علمت ما کان وما یکون یعنی مجکو تمام اولین اور آخرین اور جو
ہو چکا اور جو کچھ اب ہوگا سب کا علم خدا نے عطا فرما دیا ہی - آپ فرماتے ہین نہین شرک ہی موہم شرک ہی - روحی فداہ صلعم
ہین - حضرت معاذ بن جبل رض سے روایت ہی - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرأیتہ عز وجل وضع کفہ بین کتفی
حتی وجدت بردا نا ملہ بین ثدیی فتجلی لی کل شیء الحدیث فرمایا رسول اللہ صلعم نے دیکھا مین نے خداوند تعالیٰ کو کہ اُسنے میرے دونون شانون
کے درمیان مین اپنا دست قدرت رکھدیا تو اسکی انگلیون کی خنکی مین نے اپنے سینے مین پائی - پس مجھپر ساری چیزین کھل گئین
آپکے نزدیک بالکل غیر ممکن ہی - تفسیر بحر الحقائق نے تو ایسا قطعی فیصلہ کردیا جسکا بیان نہین - اسی آیہ شریفہ وانزل اللہ علیک
الکتاب الایۃ کی تحت مین تحریر ہی - وان علمیت ما کان وما سیکون است کہ حق تعالیٰ درشب اسرے بدان حضرت عطا فرمود چنانچہ
آمدہ است کہ در زیر عرش در حلق من ریختند فعلمت ما کان وما سیکون الخ اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ علمک ما لم تکن تعلم سے عام تعلیم
ہی جو جمیع غیوب اور کل جزئیات و کلیات کو شامل ہی - حضرت عمر بن الخطاب رض سے روایت ہے قال خطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بعد الفجر الی الظہر ومنہ الی العصر فنزل الی المغرب وقال فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیامۃ ثم الحدیث - تفسیر حسینی مین موجود ہی - ان احادیث صحیحہ سے

مثبتہ کو بھی نقل فرمانے اپنی راے کو دخل نہ دیتے۔ کہتے دیکھیے ان آیات سے نفی ثابت ہوتی ہے۔ اور ان سے ثبوت
اور دونون صحیح ہین۔ باقی ان مین تطبیق یون ہے۔ پس جو متقدمین و مفسرین کے مسلّم اور مستند کلام سے ثابت ہوتا۔ اُ
بعینہ نقل فرمادیتے۔ اور صاجو یہ تو نہایت موٹی بات ہے اپنے آپس مین دیکھیے کسی بڑے متمول۔ مالدار۔ یا ذ
یا خلیق کی تعریف اُسکے سامنے کیجاتی ہے۔ تو وہ اُس کے جواب مین کہدیا کرتا ہے۔ یہ آپ اپنی تعریف کرتے ہین
ایک غریب جاہل خشک آدمی ہون۔ تو کیا اُسکے اس کہدینے سے یہ لازم آجائیگا کہ وہ واقعی محتاج اور جاہل ہے۔ ہرگز نہ
تمام لوگ اُسکو ویسا ہی مالدار اور ذی علم سمجھین گے۔ اور اُسکا یہ قول اُسکے حسن قابلیت انکسار۔ تواضع۔ پر محمول کیا جا
اور اگر کسی کو خدا نکردہ وہم کا مرض ہی ہو گیا ہو۔ تو مین کیا چیز ہون۔ اسکا علاج تو بقراط۔ لقمان۔ ارسطو۔ جالینوس
شیخ الرئیس وغیرہ وغیرہ کے پاس بھی نہ تھا۔ خوب یاد رکھیے خداوند تعالی کی ذات و صفات ازل سے ابد تک یک حا
پر قائم رہنے والے ہین۔ اُنہین کبھی کسی وقت تغیر یا گردش کو دخل نہین ہوسکتا۔ اس لیے کہ معاذ اللہ اگر صفات نقصانی ۔
ساتھ تغیر ہو تو۔ خدا خدائی کے قابل نرہیگا۔ اور اگر صفات کمال کے ساتھ تغیر تسلیم کیا جاے تو یہ لازم آئیگا کہ وہ نعوذ با
اس کمال کے قبل ناقص تھا اور نقصان کی کمی اب پوری ہوئی۔ پس اُسکے لیے احتیاج لازم آجائیگی۔ جو مخلوق کا خا
ہے۔ پس اس تقدیر پر نعوذ باللہ خالق کا مخلوق ہونا لازم آجائیگا۔ البتہ مخلوق کی ذات و صفات مین تغیر اور گردش ممکن
جیسا کہ تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہے۔ پس جب یہ ثابت ہو چکا تو یہ نہایت آسانی کے ساتھ سمجھ مین آسکتا ہے۔ اور قرین قیا
ہی ہے۔ کہ حضور صلعم کے لیے ایک ایسا وقت تھا کہ آپکو علم غیب حاصل نہوا تھا۔ لہذا آپنے فرمایا لو کنت اعلم الغیب الخ
اور جب بارگاہ خداوندی سے یہ نعمت تفویض اور عطا ہوئی۔ اُسوقت آپنے یہ فرمادیا کہ مجکو علم غیب عطا ہوا ہے جیسا کہ
آیات و احادیث کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اب کوئی تعارض اور خرابی نہین۔ ورنہ جناب پہلی وقت تو یہی ہوگی
دونون قسم کی آیتین موجود ہین اور اُنہین تعارض ہے۔ لہذا قاعدہ عقلی۔ اذا تعارضا تساقطا کی رو سے لازم آ
و۔ کہ نعوذ باللہ دونون مین سے ایک بھی واجب العمل نہ ٹھہرے۔ اسکے علاوہ جو جو مستند احادیث ثبوت علم غیب مین
موجود ہین۔ سب کی نعوذ باللہ تکذیب یا لغویت لازم آجائیگی۔ غرضکہ ہر ہر قدم پر دقت ہی دقت کا سامنا نظر آتا ہے۔ اسکے
علاوہ جسوقت تک جمع بین المتعارضین ممکن ہو۔ اُسوقت تک نسخ کا قائل ہونا بھی صحیح نہین۔ اور اس موقع پر جمع کے
ہو سکنے کی اور کوئی صورت نہین ہے۔ کہ آیات و احادیث نافیہ کو علم حقیقی اور استقلالی پر محمول کیا جاے۔ اور مثبتہ کو بالعرض
اضافی پر۔ لیکن جب دونون صورتون مین اسکا اطلاق آپکے نزدیک جائز نہین۔ اور دونون حالتون مین شرک اور کفر قرار
دیا ہے۔ تو بجز اس کے اور کوئی صورت باقی نہین ہے۔ کہ کسی کو نہ مانا جائے۔ اور نعوذ باللہ مذہب سے آزادی حاصل
کی جاے۔ اسکے علاوہ یہ لازم آتا ہے۔ کہ جو امر نص صریح سے ثابت ہو وہ آپ کے نزدیک نعوذ باللہ کفر و شرک ٹھہرا۔
اس بنا پر فرض و واجب۔ حرام۔ وغیرہ وغیرہ کا اثبات محال ہوا۔ تو پھر کیا ہے ہر قسم کی شرعی تکلیفون سے آزادی حاصل ہوگئی
غور کیجیے تو اس سے بھی زیادہ ایک اور بات پیدا ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ جب صریح آیات و احادیث کے احکام کو شرک و
بدعت کہدیا گیا۔ تو اسمین وہی مخالفت شریعت غرا کی لازم آگئی جس کی بابت آپنے آیہ کریمہ من یشاقق الرسول الآیۃ تحریر

مین اپنی زبان سے نکالون کیونکہ یہ بات خاص آپکے گھر سے متعلق تھی مخالف کہتے دیکھو اپنا معاملہ ہے۔ لہذا خود صفائی بیان کرتے ہین۔ حالانکہ حضور کو یقیناً معلوم تھا۔ کہ
محض تہمت ہی تہمت ہے جیسا کہ آپنے فرمایا مین اپنے اہل کی نسبت بجز خیر کے کچھ نہین جانتا ہون بعض موقعو نپر صرف تواضعاً نفی فرمادی ہے۔ جیسا کہ تفاسیر کے ملاحظ
معلوم ہوتا ہے۔ اسیطرح روح اور قیامت وغیرہ کا علم بھی ہونا ممکن ہے جسکا اظہار کسی خاص مصلحت سے نہین فرمایا۔ غرضکہ یہ واقعات کسیطرح علم کے منافی نہین واللہ ا
بحقیقۃ الحال اور یہ کوئی مستبعد نہین اپنے بیان کے واقعات مین غور فرمائیے بعض بعض معاملات مین کسی خاص مصلحت سے
حکام ماتحت بغیر منظوری اور اجازت حکام بالا کے اپنے اجلاس سے کسی قسم کا حکم نہین دیتے۔ پس اُن کے بذات خود اُسوقت
کے حکم نہ دینے سے کیا کوئی عاقل یہ خیال کرسکتا ہے۔ کہ اُس حاکم کو یہ نہ معلوم تھا۔ کہ اس جرم یا دفعہ کا قانونی منشا اور حکم کیا
اصل یہ ہے بہت امور مصلحت وقت پر مبنی ہوا کرتے ہین جسکو عام لوگ نہین سمجھ سکتے !! رموز مصلحت خویش خسروان دانند
باقی مولانا اشرف علی صاحب کا یہ ارشاد کہ غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہین تو اسمین حضور
کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید۔ عمرو۔ بکر۔ بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔ کذا
حفظ الایمان) اسکا جواب بجز اسکے کیا دیا جاسکتا ہے۔ کہ سمجھ کی وسعت پر مبنی ہے۔ ہر شخص اسی قدر سمجھ سکتا ہے جتنی اُ
سمجھ ہے۔ اول تو رسول خدا کے مقابلہ مین مجنون اور بہائم سے تشبیہ دینا ہی بلاغت پر دال ہے کیون صاحب اگر صر
زید۔ عمرو۔ بکر۔ وغیرہ فرضی نامون ہی پر کفایت کیجاتی تو کیا یہ اثبات مدعا یا مورد تشبیہ کے لیے کافی نہوتے جو انکو غیر کا
سمجھکر صبی اور مجنون تک ترقی کی گئی پھر انھین بھی ناکافی سمجھکر حیوانات اور بہائم تک نوبت پہونچائی گئی۔ خیر یہ
شکایت کا موقع نہین ہے۔ جہان زمانہ کے ساتھ یورپ۔ افریقہ۔ ایشیا۔ وغیرہ وغیرہ کے عقلا ترقی کررہے ہین سا
نے بھی اُن کا ساتھ دیا تو کیا بیجا اور نامناسب کیا۔ کیون حضرت۔ محکمہ مال کا ادنے مختار۔ ججی یا کلکٹری کا معمولی و
ولایت کے اعلی درجہ کا ڈگری یافتہ بیرسٹر۔ گو ان تینون پر یہ بات صادق آتی ہے۔ کہ یہ تینون قانون دان ہین لیکن
اسکے کیا یہ تینون ایک حیثیت کے سمجھے جائینگے۔ کیا اُنکی قانونی قابلیت ایک درجہ مین شمار کی جاویگی۔ پس اگر کو
یہ کہے۔ کہ اُس بیرسٹر کی قابلیت اور اِن مختار صاحب کی قابلیت مساوی ہے۔ اور اِنپر اوس بیرسٹر کو کوئی ترجیح
اور نہ یہ کوئی کمال کی بات ہے۔ اس لیے کہ قانون دان قانون دان سب برابر۔ یہ گورنمنٹ کے قواعد کی بیجا سختی ہے
وہ اُس مختار کو اُن عدالتون مین پیروی کرنے کا مجاز نہین سمجھتی۔ جنمین بیرسٹر مجاز ہوسکتے ہین۔ تو اُسکا یہ قول
وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاویگا۔ علے ہذا جناب مولانا صاحب کا یہ ارشاد کہ اگر کل امور غیبیہ مراد ہونگے تو ا
استحضار محال ہے۔) نعوذ باللہ کیا یہ عقلی قاعدہ رسول خدا ہی کے مقابلہ مین برتنے کے لیے موضوع ہوا تھا۔ حالا
جانتے ہین یہ قواعد ناسوت سے متعلق ہین۔ عالم لاہوت مین یہ سب کے سب یون ہی دھرے رہجاتے ہین۔ وہا
قیل وقال کے کوئی وقعت نہین "اے عقل جاکہ کام ترا کچھ بیان نہین" کیا یہ غیر ممکن ہے کہ حضور کو حق تعالی نے
قوت عطا فرمادی ہو جس سے سارے علوم غیبیہ مستحضر اور منکشف ہوگئے ہون۔ ہان اگر خدا کو اس سے عاجز ما
تو کوئی بحث نہین۔ مگر نہین صاحب خدا کی قدرت جاہے۔ نعوذ باللہ باطل ہوجاے۔ لیکن قاعدہ عقلی کا بطلان
ہے۔ کیون حضرات اس عقلی قاعدہ کی حفاظت تو یہانتک ملحوظ و مدنظر ہوئی۔ جسکے مقابلہ مین صریح احادیث سے

عرش بودم قطرہ درحلق من ریختند فعلمت بھا ماکان وما سیکون پس دانستم انچہ بود وانچہ خواہد بود۔ مسلم اور ابوداؤد مین حدیث
موجود ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رض فرماتے ہین بلاشبہ روحی فداہ صلعم نے ہم مین اتنا کثیر علم چھوڑا کہ کوئی پرندہ ہوا مین پر نہین ہلاتا
حضور نے اوسکا علم فرما دیا تھا۔ ازروی علم کے۔ ہکذا فی ازالۃ الخفا۔ صحیح مسلم۔ مین حضرت ثوبان رض سے مروی ہے۔ کہ
فرمایا حضور صلعم نے بیشک خدا نے میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا پس دیکھ لیا مین نے اوسکے مشارق ومغارب کو کذا فی ازالہ
علامہ قسطلانی رح مواہب لدنیہ مین فرماتے ہین۔ بیشک خدا نے اس سے زیادہ امور پر حضور کو مطلع فرمایا اور علوم
اولین اور آخرین آپکو عطا فرمائے۔ حیث قال لا شک ان اللہ تعالیٰ قد اطلعہ علی ازید من ذلک والقی علیہ علم الاولین والاخرین
علامہ عینی شرح بخاری کی جلد ہفتم مین صاف تحریر ہے کہ روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوقات کے مبدء ومعاش ومعاد کے
سارے احوال کو ایک مجلس مین بیان فرما دیا۔ حیث قال نہ اخبر عن المبدء والمعاش والمعاد جمیعا وفیہ دلالۃ انہ اخبر
فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدائہا الی انتہائہا وفی ایراد ذلک کلہ فی مجلس واحد امر عظیم من خوارق العادۃ
انہ اعطی جوامع الکلم۔ حضرت مولانا شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ کے باب معراج مین حدیث نقل فرمائی
ہے کہ روحی فداہ صلعم نے فرمایا میرے رب نے مجھ سے سوال کیا جب مجھے جواب نہ آیا تو اوسنے اپنا دست قدرت میرے دونون شانون
کے درمیان مین رکھدیا جس کے رکھتے ہی مجھے کسی قدر خنکی محسوس ہوئی پھر مجھے علم اولین اور آخرین کا مالک کردیا۔ اور اوس کے
علاوہ بہت سے علوم تلقین فرمائے۔ منجملہ اونکے ایک وہ علم ہے جسکے مخفی اور پوشیدہ رکھنے کا مجھسے عہد وپیمان لے لیا گیا ہے۔
کیونکہ میرے سوا کسی کو اوسکی برداشت نہ تھی۔ دوسرا وہ علم ہے جسین مجھے اختیار دیا ہے۔ جسکو قابل دیکھون بتلا دون۔ تیسرا وہ
علم ہے۔ جسکی تبلیغ کا تمام امت پر مجھے حکم فرمایا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سألنی ربی فلم استطع ان اجیبہ فوضع یدہ بین
کتفی فوجدت بردہ فاورثنی علم الاولین والاخرین وعلمنی علوما شتی فعلم الذی عہد منی خفائہ وکتمانہ لانہ
لا یقدر علی حملہ غیری وعلم لخیرنی اللہ تعالیٰ فیہ یا علام لمن یستحقہ وعلم امرنی بتبلیغہ الی العام والخاص من امتی الخ جمہور محققین نے ان علوم کی نسبت
لکھا ہو۔ کہ پہلے علم سے علم غیب مراد ہے۔ اور منجملہ علم غیب کے ایک ایسا عظیم الشان علم حق تعالیٰ نے حضور صلعم کو عطا فرمایا جسکا علم بجز ذات
باری تعالیٰ حق سبحانہ تعالیٰ کے کسی کو نہین ہے۔ اور کیونکر ہوسکتا ہے۔ اس لیے کہ اوس مین بہت بڑی قابلیت اور تحمل کی ضرورت ہے۔ گو
قابلیت بھی اوسی کا انعام ہے۔ لیکن ہر شخص کا حصہ نہین یہ محض اوسکے فضل پر موقوف ہے۔ جسے چاہے دے جسے چاہے نہ دے۔"
ولد من قال۔ ؎

خدا نے کہا تم ہو شدت سے احمق — نہین تم کو فہمید سے بہرہ مطلق
اِسے دیتے ہین اہل پاتے ہین جس کو — ذرا تم تو درمیان سے دور کھسکو
ہمارے یہان بخل وضنت نہین ہے — پر ہر شخص شایان منت نہین ہے

علم حقیقت اور معرفت ہے۔ تیسرا علم شرایع واحکام ہے۔ یہان سے بحمد اللہ وہ شکوک بھی بخوبی رفع ہوگئے۔ جنھین اکثر
منکر علم غیب ثبوت مین پیش کرتے ہین کیونکہ روحی فداہ صلعم کو بحمد اللہ کبھی ایسے معاملات مین خلجان یا الجھن نہین ہوئی۔ مثلاً
حضرت عائشہ رض کے واقعہ مین اس مصلحت سے سکوت فرمایا تھا۔ کہ خدا کے یہان سے بھی اسکا علانیہ اظہار بذریعہ وحی کے ہولے تب

ان اللہ تعالی ملکا اعطاہ اسماع الخلائق (زاد طبرانی کلہا) قائم علی قبری (زاد الی القیمۃ) فما من احد یصلی علی صلوۃ الا بلغنیہا
جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خدا نے ایک فرشتہ کو تمام مخلوقات کی بات سن لینے کی قوت عطا فرمائی ہے۔ جسکی شرح علامہ زرقانی
نے شرح مواہب لدنیہ مین اور علامہ عبد الرؤف نے شرح جامع صغیر مین یہ فرمائی ہے۔ ای قوۃ یقتدر بہا علی سماع
ماینطق بہ کل مخلوق من انس وجن وغیرہا فی ای موضع کان اب یا تو اسکا بھی قطعی انکار کر دیا جاسے۔ ورنہ فرمایئے جب یہ
فرشتہ تمام مخلوق کے کلام کو گو وہ کہین اور کسی طبقہ مین ہون سن لیتا ہے۔ تو صفت سماع مین خدا اسکے مساوی ہے
نہین ہے۔ اور ایسا اعتقاد آپ کے نزدیک شرک ہے یا نہین۔ اگر شرک ہے۔ تو حدیث موجود ہے۔ شراح حدیث جنھون
نے یہ معنی قرار دئے ہین سب کا مشرک اور کافر ہونا لازم آتا ہے۔ اور اگر نہین ہے۔ تو اس صفت سماع مین یہ اعتقاد کیون
شرک نہین۔ اور صفت علم مین کیون شرک ہوگیا۔ کیا شرک کا تحقق صرف صفت علم ہی مین ہوا کرتا ہے۔ اور صفت سماع
مین نہین ہوسکتا۔ اے صاحبو خدا کے لیے انصاف شرط ہے۔ جب ایک ادنیٰ فرشتے کو خداوند تعالی نے ایسی قوت عطا
فرما دی۔ تو روحی فداہ صلعم کو بھی۔ اگر کوئی ایسی قوت دیدی ہو (اور ضرور دی ہے) جس سے تمام مغیبات ماکان وما
یکون کا علم حاصل ہوگیا ہو۔ تو کیا مستبعد۔ اور محال ہے۔ پس اس مختصر تقریر سے آپکو بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا۔ کہ
حضور سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہ خداوندی سے علم غیب عطا ہوا ہے۔ جو آپ کی نبوت کے لیے
بہت بڑا کمال اور معجزہ ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی آپکے ذہن نشین ہوگیا ہوگا۔ کہ علم غیب بالواسطہ کا اطلاق
بھی آپ کی مقدس ذات بابرکات پر بلا شبہہ جائز ہے۔ کسی مسلمان کو جس نے خدا اور اسکے رسول کا کلمہ پڑھا ہے یہ
اسکے خلاف عقیدہ رکھنا یا زبان سے کہنا کہ رسول اللہ صلعم عالم الغیب بالواسطہ نہ تھے۔ جائز نہین۔ آپ کی ذات
تو جامع کمالات تھی۔ اسکا تو ذکر ہی کیا ہے۔ صحابہ کرام کے حالات کو ملاحظہ فرمایئے۔ بیسیون واقعات مین ہزار ہا
کوس کے فاصلے سے جو حکم لگا دیا جو پیشین گوئی کر دی ویسا ہی نتیجہ ظاہر ہوا۔ صحابہ کرام کی بھی بڑی شان تھی۔ بزرگان
دین مین سے سیکڑون۔ بلکہ ہزارون ایسے گذرے ہین۔ جنھون نے غیبی اسرار کا اظہار کر دیا۔ اور چند روز بعد ویسا ہی
ظاہر بھی ہوا۔ جن حضرات کو اسمین تامل ہو وہ اُن کتابون کو ملاحظہ فرمالین۔ جن مین اولیاء اللہ کے مکاشفات اور کرامات
قلمبند ہین۔ البتہ عام طور سے۔ ہر وقت جاہلون کے سامنے یہ کہتے پھرنا۔ کہ رسول اللہ صلعم عالم الغیب تھے۔ اور
گویا ہر جگہ اسی کا وظیفہ کر لینا۔ یہ مناسب نہین۔ جس مجمع مین علم غیب کا تذکرہ آجائے۔ یا بالتخصیص اسکا بیان کرنا
منظور ہو۔ تو بیان کرنے والے کو چاہیے۔ کہ تفصیل اور تصریح کے ساتھ بیان کر دے۔ تاکہ کسی ناسمجھ کو یہ شبہہ نہ ہو
کہ روحی فداہ صلعم ویسے ہی عالم الغیب ہین۔ جیسا حق تعالے علام الغیوب ہے۔ کیونکہ خدا اور رسول خدا کے
عالم الغیب ہونے مین فرق اور تفصیل ہے۔ جیسا کہ سابق مین مذکور ہوا۔

حضرات! اب آپ اپنی توجہ اصل مسئلہ کی جانب مبذول فرمایئے۔ دیکھیے! جب عموماً تمام عمائد دین اور بالخصوص
اکابر علماء حرمین شریفین سے جو شرع محمدی کے عناصر ہین۔ اسکا تعامل اور تجاسر ثابت ہے۔ اور سواد اعظم محدثین
فقہا اور متکلمین نے اسکو مستحب اور مستحسن اور اچھا سمجھا تو ہمکو بھی اُنھین کے قدم بقدم چلنا چاہیے۔ کیونکہ دنیا مین کوئی شخص

گئی - اور اس قاعدہ کلیہ کے نقض اور بطلان کی جانب ذرا بھی التفات نہوا۔ فلسفہ کے جاننے والے بخوبی واقف ہین
مان لیا گیا ہی - یہ مسلم قاعدہ ہی - کہ مبدء فیاض کی ذات بخل سے بری ہی - البتہ قابل مین قابلیت ہونا چاہیے - لیکن جب
مخبر صادق کے کلام سے صاف معلوم ہوگیا (جیسا کہ صاف صاف فرماتے ہین خدا نے مجھے چند علوم عطا فرمائے - منجملہ اُنکے
ایک علم کے مخفی اور پوشیدہ رکھنے کا مجھسے اس لیے عہد لے لیا گیا ہی - کہ میرے سوا کسی مین اُسکا تحمل نہین ہی) کہ قابلیت
تحمل جو اس علم کے لئے لازمی شرط ہی - وہ حضرت مین موجود تھی - گو وہ بھی مبدء فیاض ہی کی عطیہ تھی پھر کیا وجہ اور کونسا امر
مانع ہی - کہ باوجود موجود ہونے قابلیت کے مبدء فیاض کی فیاض ذات مین بخل کا دھبہ لگا کر - اس مسلم عقلی اور کلی قاعدہ
کی خرابی کی گئی - اس بنا پر تو جو جو امور بذریعہ عقل کے نہین معلوم ہوتے - جن جن کا ادراک اور احساس عقل سے نہین
ہوسکتا - سب کا انکار لازم آتا ہی - سب سے پہلے تو خدا ہی کی ذات ہی - جسکی کنہ کے ادراک اور احساس اور استحضار کی عقل
کو مجال نہین - تو اب اگر یہان بھی قاعدہ عقلی برتا جاے تو کیا کہون - کیا لازم آجائیگا - نعوذ باللہ من ذلک - اسکے بعد دوزخ
جنت شب معراج کا قصہ بعث ونشر - وغیرہ وغیرہ جنکے وجود اور اثبات پر بجز تعلیم کلام مجید فرقان حمید کے اب تک کوئی
عقلی دلیل کافی قائم نہین ہوسکی - سب کا خاتمہ ہوا جاتا ہی - تمام مذہبی یا غیبی امور فلسفہ اور منطق کے قواعد سے اگر
ثابت ہوسکتے تو امام فخر الدین رازی سے بڑھکر مسلمانون مین کوئی نہین گذرا ہی - وہ ان ساری چیزون کو آئینہ کی طرح صاف
کر کے آپ کے سامنے پیش کرچکے ہوتے - مولانا روم رحمہ اللہ فرماتے ہین :-

گر باستدلال کارے دین بُدے　　فخر رازی رازدار دین بدے
پاے استدلالیان چوبین بود　　پاے چوبین سخت بے تمکین بود

فتوحات احمدیہ مطبوعہ مصر کو ملاحظہ فرمایئے - حضور پر نور صلعم ارشاد فرماتے ہین - ان اللہ قد رفع لی الدنیا وانا انظر الیہا
والی ما ھو کائن الی یوم القیامۃ کانی انظر الی کفی ھذا ابو داؤد مین صریح حدیث موجود ہی قام فینا رسول اللہ صلعم مقاما
ما ترک شیئا الی قیام الساعۃ الحدیث پھر کیا ہی ان سب احادیث کا انکار کر دینا چاہیے - کیون صاحب سید احمد خان وغیرہ
اس خیال سے نیچری اور مردود کہے جاتے ہین - کہ وہ مذہبی غیبی مسائل کو عقل کے تابع کرنا چاہتے ہین - اور تعجب ہی
یہ حضرات خود وہی برتاوے برتتے ہین - اور کوئی خرابی نہین سمجھتے - خیر اُن کو مقبول کہے یا مردود اس سے بحث
نہین ہر شخص کے اعمال اسکے ساتھ ہین - باقی یہ اعتقادی اور مذہبی مسائل ہین - ان مین عقلی گھوڑدوڑ کو دخل نہین یہان
خدا نے اپنے پاک کلام مین جو کچھ قلمبند کردیا ہی - وہی صحیح اور بجا ہی - اور بلا امداد اُن قطعیات کے ایک قدم چلنے
کی بھی اجازت نہین - ملا علی قاری نے قاضی سے نقل کیا ہی - کہ نفوس ذکیہ قدسیہ جس وقت جسمی اور جسدی تعلقات
سے بری ہو جاتے ہین اور ملاء اعلی کی جانب عروج کرتے ہین - تو اس وقت کوئی حجاب باقی نہین رہتا تمام غیبی چیزین اُنکے
سامنے مثل مشاہدہ کے ہو جاتے ہین کما قال القاضی ان النفوس الذکیۃ القدسیۃ اذا تجردت عن العلائق البدنیۃ
وثبت واتصلت بالملاء الاعلی لم یبق لہا حجاب فتری الکل کالمشاھد باقی مشارکت اسمی کی وجہ سے کفر یا موہم شرک کہدینا یہ
قابلیت ہی قابلیت ہی - طبرانی مین حضرت عمار بن یاسر سے روایت موجود ہی - کہ فرمایا روحی فداہ صلعم نے

شاہ عبد العزیز صاحب شاہ بخارا کی جواب مین تحریر فرماتے ہین جواب سوال ثامن آنکہ قال السرخسی فی البدایع والسماع فی اوقات السرور
تاکیداً للسرور مباح نکان الخ یعنی کہا امام سرخسی نے بدیع مین گانا سننا خوشی کیوقت واسطے زیادہ ہونے سرور کے درست ہی بشرطیکہ وہ
خوشی بھی درست ہو جیسے ایام عید اور نکاح اور بچہ پیدا ہونے وغیرہ مین۔ حضور سرور عالم کو خوش الحانی بہت پسند تھی غرضکہ خوش الحانی ہر سلیم الطبع
کو پسند ہی۔ البتہ جو لوگ پلید الطبع بارد المزاج ہین وہ اسکی قدر سے ناواقف ہین۔ رہا یہ امر کہ کمسن لڑکے پڑھتے ہین لہذا جائز نہین۔ اسکی نسبت
یہ عرض ہی کہ صدہا بلکہ ہزارہا محافل میلاد ایسی ہوتی ہین جنمین جوان اور سن رسیدہ علما و فضلا و حفاظ وغیرہ وغیرہ پڑھتے ہین لڑکونکی نوبت ہی نہین
آتی۔ لہذا اسپر سب موالید کو قیاس کرکے ناجائز کہدینا بھی دانشمندی سی خالی نہین۔ اسکے علاوہ مانعین کوئی ایسی صریح سند نہین دکھلا سکتے جس مین
مذکور ہو کہ بالغ یا نابالغ کا نعت پڑھنا ناجائز ہی۔ بعض لوگون نے صرف مسئلہ امامت پر قیاس کیا ہی۔ جو صرف قیاس ہی قیاس ہی۔ اول تو ابو المکارم شرح
نقایہ و دیگر کتب فقہیہ مین مذکور ہی کہ لڑکا جبتک بالغ نہو اُسکے پیچھے نماز پڑھنے کا یہ حکم ہی۔ فی النفل صح عند محمد ولم یصح عند ابی یوسف یعنی امام
محمد کے نزدیک نوافل نابالغ کے پیچھے ہوجاتی ہین۔ اور امام یوسف کے نزدیک نہین ہوتے کافی مین ہی۔ قال مشائخ بلخ جاز ذلک وقد اباہ الصبی الخ
خلاصہ مین صاف صاف تحریر ہی۔ علماء خراسان نے تراویح کو نابالغون کے پیچھے جائز لکھا ہی۔ اور ہم بھی اُسکو لیتے ہین۔ امام شافعی فرماتے ہین کہ نماز فرض تک
جائز ہی۔ باقی جو علما فرض کو ناجائز کہتے ہین اور یہ ہی صحیح ہی۔ اُنکی دلیل بھی یہ نہین ہی کہ نابالغونکا جہر کے ساتھ پڑھنا اور سامعین کا سننا مفسد صلوٰۃ
ہی بلکہ بالاتفاق یہ دلیل لاتے ہین کہ نابالغ پر نماز فرض نہین اور بالغین پر جو اُسکے اقتدا کرینگے اُنپر فرض ہی پس اس بنا پر فرض جو اپنی قوت اور شان مین
سب سی غیر فرض پر جو ضعیف ہی بنا نہین ہوسکتا جب دلیل منع یہ قرار پائی۔ تو نابالغونکی نعت خوانی اُسپر قیاس نہین ہوسکتی۔ باقی رہی بالغ بے ریش اُن کی
نسبت کسیکو کلام ہی نہین۔ شرح نقایہ مین ہی کہ اقتدا کیجائے ساتھ بالغ بے ریش کے یقتدی ببالغ غیر ملتحی الخ باقی درمختار سے جو کراہت ثابت ہوتی
ہی اُسکو علامۂ شامی نے جو اُسکے شارح ہین بخوبی صاف کردیا ہی۔ بظاہر انہا تنزیہیۃ یعنی ظاہر یہ ہی کہ مکروہ تنزیہی ہی۔ اور مکروہ تنزیہی کو صدر الشریعہ
اقرب الی الحل لکھا ہی۔ کما قال ما المکروہ کراہۃ تنزیہۃ فالی الحل اقرب الخ درمختار مین موجود ہی فانہ یحرم النظر الی وجہ
الامرد اذا شک فی الشہوۃ اما بدونہا فیباح اسی درمختار کی مسائل نظر مین تحریر ہی وینظر الرجل من الرجل ومن غلام بلغ حد الشہوۃ
ولو امرد صبیح الخ فقیہ شامی بیان ستر عورت مین لکھتے ہین ساری علما کا اجماع ہی کہ نظر کرنا امرد کی طرف جائز ہی۔ بغیر قصد شہوت کے حیث قال
علے جوازہ الخ البتہ متقی اور محتاط بزرگون نے امردون پر نظر ڈالنی سے احتیاط فرمائی ہی۔ جیسا کہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد کا واقعہ مشہور ہی لیکن
عجب لطف ہی محفل میلاد مین تو امردونکا دیکھنا اُنکا پڑھنا سننا سب ناجائز اور حرام ہین۔ مگر مدارس اور مکتبون مین آجتک امام صاحب
سوا ایک بھی ایسا نظر نہ آیا جس نے اپنے شاگرد کو ستونکی آڑ مین بٹھایا ہو۔ اُسکی صورت سن بلوغ تک نہ دیکھی ہو۔ وہان امام اعظم کا تقوی کسی کو
یاد نہین آتا۔ اب کوئی اُن حضرات سی دریافت کری کہ کیون صاحب آپ تو منصب تعلیم شریعت پر بیٹھکر عین اس حالت مین بھی اس تقوی
یاد نفرمائین اور کسی محفل میلاد مین اگر کسی لڑکے نے نعت مین کوئی قصیدہ پڑھدیا تو اُسکا ناک مین دم کردین یہ کونسا انصاف ہی۔ یہ تو وہ ہی ہوا اتأمرون
الناس بالبر وتنسون انفسکم الایۃ ناصح خود ہو کوئی تو اُسکا کہنا مانیے ورنہ اور ونکو تو سب ماؤشما کہنے کو ہین جس نے
بے ریشونکی نسبت منسوب کرکے عدم جواز کا حکم دیا جاتا ہی۔ اگر غور کیجیے تو بعض ڈاڑھی والون اور بدشکل کالے کلوٹون مین بھی موجود ہی علامہ
شامی فرض ستر عورت مین لکھتے ہین وہذا شامل لمن نبت عذارہ بل الخ اوسکی دو سطر بعد لکھتے ہین والمراد من کونہ صبیحا ان یکون جمیلا
ولو کان اسود لان الحسن یختلف باختلاف الطبائع جب ایسے لوگ بھی دنیا مین موجود ہین کہ نہ اُنھین ڈاڑھی کا خیال ہوتا ہی نہ رنگ و بیرنگ مین امتیاز

سی نظیر نہین دکھلا سکتا - کہ علماء حرمین اور دیگر بلاد اسلامیہ کے بڑے فقہاے محدثین - مجتہدین متکلمین - صوفیاء کرام نے
لاتفاق جس عمل کو مقبول اور پسند فرمایا ہو - وہ کسی زمانہ مین ناجائز قرار دیا گیا ہو - اگر اس عمل میلاد شریف
بتہ کذائیہ مین خدانخواستہ ذرّہ بھر بھی نقص وخرابی ہوتی - تو ہرگز ہرگز ایسے ایسے اکابر دین اسکو نہ جائز رکھتے
ورنہ مباشر ہوتے - باقی جن حضرات نے یہ نئی نئی اختراعی قیدین لگائی ہین - جیسے مولانا اشرف علی صاحب
غیرہ نے طریقۂ مولود وغیرہ مین لکھا ہی - کہ اُس مجلس مین روشنی نہ کی جاوے - شیرنی نہ تقسیم ہو - عنبر و بخور و عطر وغیرہ
نہ ہو - آرایش مکان اور فرش کا اہتمام نہ کیا جائے - اور لوگون کو جمع نہ کیا جائے - جس قدر لوگ آوین اُن مین کسی کی
وضع صورت اور لباس غیر مشروع نہ ہو - قرائن سے اعتماد کامل ہو کہ حاضرین مین سے کوئی ایسا کم فہم نہین ہے
جو آپ کو حاضر ناظر وعالم الغیب سمجھے گا - وغیرہ وغیرہ - اسیطرح بعض لوگ کہتے ہین صاحب محفل مولد مین خطابی اشعار پڑھ
ستے ہین حالانکہ آپ غائب ہین اور یہ شرع مین جائز نہین بلکہ کفر ہی خدا جانے کونسی کتاب منزل من اللہ مین ان حضرات نے دیکھا ہے کہ
ئب کے لیے الفاظ حاضر بولنا کفر ہی - علامہ قسطلانیؒ وعلامہ زرقانیؒ وغیرہ محدثین نے تصریح کردی ہی کہ یہ امر آنحضرت کی خصائص سی ہے - دیکھیے
سی پنجوقتہ نمازون مین حضور کے لیے خطابی الفاظ بولا کرتے ہین السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ اور نماز صحیح رہتی ہی حالانکہ یہی خطاب
مین اگر دوسری کے لیے کیا جاوے تو نماز فاسد ہو جاویگی - شفا قاضی عیاض مین ہی کہ عمروؓ بن دینار جو کبار صحابہ اور فقہاء مکہ مین سی ہین
تے ہین کہ جب تم خالی گھرون مین داخل ہو اور وہان کوئی نہو تو کہا کرو - السلام علی النبی الخ لان روحہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر فی بیوت اہل الاسلام
ن ماجہ قزوینی باب صلوۃ الحاجت مین عثمان بن حنیف انصاری صحابی سے روایت کرتے ہین کہ ایک نابینا حضور صلعم کے پاس آیا - اور اپنے
حا آنکھونکی بینائی کے لیے عرض کیا - قصہ طویل ہی المختصر حضرت نے اُسے وضو کا حکم دیا اور فرمایا دو رکعت نماز پڑھکر یہ دعا پڑھ - اللہم انی الخ
الی محمد انی قد توجہت بک الخ جیسے ہی اندھے نے نماز پڑھ کے یہ دعا مانگی تو امام بخاریؒ اور ابو نعیمؒ اور امام بیہقیؒ کی روایت مین موجود ہی
نام قد ابصر بدرکتہ صلعم یعنی وہ اندھا اُٹھ کھڑا ہوا اور روشن ہو گئین آنکھین اُسکی - اور طبرانیؒ کی روایت ہی کان لم یکن بہ ضر ایسی روشنی ہو گئی
گویا اُسمین کوئی خلل ہی نہ ہوا تھا - چنانچہ شرح ابن ماجہ اور جذب القلوب مین موجود ہی کہ بعد وفات حضور کی یہ عمل صحابہ مین بھی جاری رہا - طبرانیؒ
نے معجم کبیر مین روایت کی ہی کہ کسی کو حضرت عثمانؓ سے کوئی حاجت تھی مگر وہ بر نہ آتی تھی - اُس شخص نے عثمان بن حنیف انصاریؓ سے شکایت کی
انھون نے کہا تو وضو کر کے دو رکعت پڑھ اور یہ دعا مانگ اللہم انی اسئلک و اتوجہ الیک بنبینا محمد صلعم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ
بک الی ربی فتقضی حاجتی چنانچہ اُسنے ایسا ہی کیا اور اُسکی حاجت بر آئی - علامہ ابن جزریؒ نے حصن حصین اور ابراہیم حلبیؒ نے شرح کبیر منیہ کی
باب صلوۃ الحاجت مین تصریح کردی ہی منجملہ اور طریقونکے یہ حسن اور صحیح ہی صحابہ کی علاوہ مولانا جامیؒ شیخ سعدیؒ وغیرہ کے کلام مین برابر ایسے صیغے
مستعمل ہین - بعض یہ اعتراض کرتے ہین کہ اس محفل مین خوش الحان اور بے ریش لڑکون سے قصائد پڑھوائی جاتی ہین لہذا جائز نہین - یہ بھی
شرافت حد تک زیادتی ہی - اگر خلاف شرع مضامین نہون تو کوئی مضائقہ نہین ہی - ابو داؤد - ابن ماجہ وغیرہ مین روایت ہی فان الصوت الحسن الخ
لہذا زینوا القران باصواتکم الحدیث جنکا خلاصہ یہ ہی کہ خوش الحانی سے قرآن کی تلاوت اعلیٰ درجے کی عمدگی ہی - مجدد الف ثانیؒ لکھتے
ہین دیگر در باب مولد خوانی اندراج یافتہ بود در نفس قرآن خواندن بصوت حسن و در قصائد نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ است الخ - اس سے
معلوم ہوا کہ خوش الحانی سے مولود خوانی جائز ہی - البتہ تالیان وغیرہ بجانا ناجائز ہی - مواہب لدنیہ مین علامہ قسطلانیؒ لکھتے ہین اذا وقع بصوت حسن الخ

بعض داڑھی منڈے بھی آتے ہین۔ جب کسی کے گھر محفل میلاد ہوتی ہی۔ تو دیر ہوجاتی ہی صبح کی نماز قضا ہوتی ہی۔ ان ہر ایک کی متعل
مختصر اور سرسری جوابات دینا کافی سمجھتا ہون۔ ممبر چوکی۔ فرش فروش تقسیم شیرینی وغیرہ مجالس وعظ وغیرہ مین بھی ہوتے ہین۔ جیسا
حدیث حضرت حسانؓ وغیرہ سے بخوبی ثابت ہوا ختم قرآن تراویح تقریب بسم اللہ تقریب نکاح وغیرہ مین جسکو کسی نے ناجائز نہین کہا
یہان بھی ناجائز نہین ہوسکتے۔ البتہ جن لوگون کے مزاج مین وہابیت ہی وہ ان سب چیزونکو بھی بلادلیل ناجائز کہتے ہین۔ حضرت امام
کا قصہ مشہور ہی۔ جب حدیث بیان کرتے تھی تو غسل کرتے تھی عمدہ لباس پہنتے تھی۔ خوشبو لگاتے تھی۔ عود لوبان وغیرہ بخور سلگاتے تھ
ممبر یا چوکی پر نہایت تکلف فرش و مسند بچھوا کر اُسپر بیٹھکر حدیث بیان کیا کرتے تھی۔ لوگون نے اِس اہتمام کا سبب دریافت کیا تو فرما
حدیث رسولؐ کی تعظیم کے مقابلہ مین تو مَین کچھ بھی نہین کرتا ہون۔ مجھ سے تو کچھ بھی نہین ہوسکتا۔ اِسکے لیے تو اس سے زیادہ اہتمام
ضرورت ہی۔ سبحان اللہ یہ لوگ تھی جن کی قلوب مین رسول خدا کی عظمت تھی۔ مگر یہان تو اسپر نظر ہی جس طرح کسر شان رسولؐ ممکن ہو کرنا
نعوذ باللہ۔ خلاف شرع وضع اور لباس سی لوگ عیدگاہ اور جمعہ اور مجالس نکاح مین بھی شریک ہوتی ہین تو اس بنا پر اُن کے شر
ہونیسے کیا یہ سب تقریبین اور مجلسین حرام ہوجائین گی یا محرمات شرعیہ سے شمار کر لی جائین گی۔ اگر ایسا ہی ہو تو کسی دیندار
بھی وہان نہ جانا چاہیے۔ رہا صبح کی نماز کا قضا ہوجانا اول تو اگر سیکڑون ہزارون مین سے اتفاقاً کسی ایک کی نماز قضا بھی ہوگ
یا ہوجائے۔ تو وہ علت عدم جواز نہین ہوسکتی۔ دوسرے نکاح وغیرہ تقریبون مین بھی اکثر دیر ہوجایا کرتی ہی۔ جیسپر تجربہ شاہد ہ
رمضان شریف مین بھی جو لوگ پچھلی شب مین سحری کھانیکے عادی ہوتے ہین اکثر اُنکی آنکھ صبح کو لگ جاتی ہی جس سے صبح کی نما
قضا ہوجاتی ہی۔ تو بس اس دلیل سے نکاح اور سحری وغیرہ کو بھی ناجائز اور حرام کہدینا چاہی۔
باقی لوگونکا بلانا یہ بھی ممنوع نہین۔ جسے خواہ مخواہ ممنوع کہدیا گیا ہی۔ آپ لوگ واقف ہین کہ ایسی تقریبون مین جو لوگ بلائے جا
ہین اُسکا منشا یا تناول ما حضر ہوتا ہی۔ یا سیرت و صفات روحی فداہ صلعم کے سننے کی لیے۔ یہ دونون طریقے مسنون ہین۔ جیسا ک
احادیث کے ملاحظہ سی صاف صاف معلوم ہوتا ہی۔ باقی یہ کہنا کہ یہ ساری چیزین علٰحدہ علٰحدہ فرداً فرداً تو جائز ہین لیکن ہیئت
مجموعی جائز نہین۔ یہ بھی نا قابلیت اور اعلیٰ درجے کی وقفیت کی دلیل ہی۔ جب تمام اجزا جائز ہوے تو ہیئت مجموعی نے کیا
قصور کیا ہی۔ جو ناجائز سمجھی جاتی ہی۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم مین تصریح کر دی ہی کہ جب جُدا جُدا مباحات
جمع کر لیے جائین تو مجموعہ بھی مباح ہوجائیگا۔ حیث قال فان افراد المباحات اذا اجتمعت کان ذلک المجموع مباحا الخ
خوشبو رسول اللہ صلعم کو جس درجہ محبوب اور مرغوب تھی وہ محتاج بیان نہین۔ تقسیم شیرینی کوئی نئی اور انوکھی چیز نہین ہی جسکی نظیر شرع
مین موجود نہو۔ نکاح کے بعد چھوارے لٹانیکی نسبت شارع کا حکم موجود ہی۔ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ محدث دہلوی اپنے رسالہ مین
اِسی موقع کی نسبت لکھتے ہین "تقسیم شیرینی امر مسنون و خوب است" حضرت حسانؓ کا حضور صلعم کے سامنے ممبر پر کھڑے ہو کر حضو
کی شان مین فخریہ اشعار پڑھنا اُس حدیث سے صاف معلوم ہوگیا۔ جو سابق مین قلمبند کی گئی۔ پس اس کہنے کی بھی کوئی
وجہ نہین کہ اس مجلس مین ممبر نہ ہونا چاہئی۔ فرحت اور سرور۔ اظہار مسرت خود کلام پاک سے ثابت ہی۔ حقتعالیٰ نے روحی فداہ صلعم
کو نعمت اور رحمت فرمایا ہی۔ جسپر فرحت اور شکر گذاری ان آیات کریمہ سی بخوبی ثابت ہی قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذلک فلیفرحوا الآیہ سطح
فرمایا ہی واشکروا نعمۃ اللہ پس جب ان ساری چیزونکی اصل شرع مین موجود ہی۔ تو انھین بے اصل قرار دیکر حرام اور ناجائز کہدینا اللہ کے حدود سے تجاوز کرنا

رنجانی ایسے بہائم سیرتون کا اندیشہ ہے کہان کہان تک مجالس میلاد مجالس وعظ جلسات دستاربندی وغیرہ وغیرہ کو جنمین اکثر طلبا فارغین کی ریش ہوتی ہین
مین امرد اور غیر امرد سب ہی قسم کے لوگ ہوتے ہین مکروہ اور حرام کہدیا جاوے گا۔ علامہ ابوالخیر جزری کا قول ہے ۷۸۵ھ مین مین شاہ مصر کے یہان
محفل مولد مین شریک ہوکر بہت خوش ہوا پچیس حلقے تو نو آموز لڑکون قاریون کے اس مین موجود تھے۔ چنانچہ ملا علی قاری نے بھی اپنے رسالہ
مولد مین اس قصہ کو نقل کیا ہے۔ خود حضور پرنور جب مدینہ منورہ مین تشریف لیگئے تھے تمام لوگ حتی کہ لڑکے تک خوشی سے گلیون مین اشعار پڑھتے
پھرتے تھے چنانچہ چند لڑکیان بنی نجار کی حضور کے سامنے آئین دف بجاتی جاتی تھین اور یہ گاتی تھین۔ نحن جوار من بنی نجار
یا حبذا محمد من جار۔ اسکو امام بیہقی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ پس جب حضور نے مجمع امارد وغیر امارد کو اسطور پر ملاحظہ فرمایا
اور منع نفرمایا تو اسکی حرمت اور عدم جواز کی کوئی وجہ نہین ہے۔ فرق اتنا ہے کہ وہان قدوم اور تشریف آوری کی خوشی تہی۔ یہان مجلس میلاد
مین وجود مسعود کی خوشی اور فرحت مین یہ باتین وقوع مین آتی ہین۔ رہی روشنی اسکی ممانعت بھی کہین سے ثابت نہین جن حضرات نے
اسکو آتش پرستی پر قیاس کرکے منع کیا ہے وہ اپنے موقع پر باطل ہوچکا ہے۔ جسکے اعادہ کی ضرورت نہین۔ ہمارے فقہا نے تصریح کردی ہے
الصحیح انہ لا یکرہ الخ حق تعالی کا ارشاد ہے انا زینا السماء الدنیا بمصابیح یعنی ہمنے آسمان دنیا کو چراغون سے زینت دی ہے جس سے معلوم
ہوا کہ چراغون کا روشن کرنا بھی موجب زینت ہے۔ اب یہ امر غور طلب ہے کہ اس زینت کی حرمت مین کوئی نص وارد ہے یا نہین۔ ظاہر ہے کہ زینت
روشنی کی نہی ثابت نہین ہوئی مفسرین علم اصول نے یہ بات قرار دیدی ہے کہ جس زینت کی نہی ثابت نہین وہ مباح ہے اور داخل ہے آیہ کریمہ
قل من حرم زینۃ اللہ التی الآیۃ کے تحت مین۔ سیرت حلبی مین ہے صحابہ کا دستور تھا نماز عشا کے وقت کھجور کی لکڑیان جلاکر روشنی کرلیا کرتے تھے
جب آپ ملک شام سے حضرت تمیم داری مدینہ مین واپس تشریف لائے چند قنادیل اور رسیان اور روغن زیتون اپنے ہمراہ لائے۔ مسجد نبوی کے
ستھونون مین قنادیل لٹکائین حضرت تشریف لائے اور فرمایا یہ روشنی کسنے کی ہے۔ حاضرین نے عرض کیا تمیم داری نے آپ نے ان سے فرمایا
نورت الاسلام نور اللہ تمنے اسلام کو روشن کردیا۔ اسی سیرت حلبی مین ہے کہ حضرت عمر نے جب نماز تراویح کے لیے لوگونکو جمع کیا تو بہت سی قندیلین
تمام مسجد مین روشن کردین۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ادھر سے گذرے دیکھا کہ روشنی سے مسجد جگمگا رہی ہے بہت خوش ہوے۔ اور دعا دی اے عمر
نور کیا جیسا تمنے ہماری مسجد کو روشن کیا خدا تمھاری قبر کو ایسا ہی روشن کرے۔ خلفاء راشدین کا دعا دینا کس درجہ محبوبیت اور مقبولیت
کے معجم کا ثابت کررہا ہے۔ خلفاء عباسیہ کی عہد مین ایک عالم کا کثرت روشنی کی بشارت پانا ثابت ہے۔ صوفیہ کے حالات دیکھیے حضرت خواجہ
فریدالدین عطار تذکرۃ الاولیا مین حضرت احمد خضرویہ کے حال مین کہتے ہین احمد ایسے بزرگ تھے کہ ایک ہزار مرید انکے ہوا پر اڑتے تھے
اور دریا پانی پر بلا تکلف زمین کی طرح چلا کرتے تھے (درویشی مہمان احمد آمد احمد ہفتاد شمع برافروخت درویش گفت مرا این ہیچ خوش نمی آید
کہ بصلہ تکلف با تصوف نسبتی ندارد احمد گفت برو ہرچہ نہ از بہر خدا برافروختہ ام بکش آن شب آن درویش تا بامداد آب وخاک بر آن
مشعل ہمی ریخت یک شمع باز نتوانست نشاند۔ دوسرے روز ستر نصرانی آپکے ہاتھ پر اسلام لائے۔ اور شب کو خواب دیکھا حق تعالی نے فرمایا
اے احمد از برای ما ہفتاد شمع درگرفتی ما از برای تو ہفتاد دل بنور ایمان برافروختیم الخ۔ غرضکہ اکثر مقامات پر اولیای مقبولین مثل خواجہ
عبداللہ ذہلی علیہ الرحمۃ وغیرہ کے خالصاً للہ روشنی کرنا امام غزالی وغیرہ کے قول سے ثابت ہوتا ہے۔ فتاوی قاضیخان مین ہے ویجوز بالاتفاق
من دیگر علی قنادیل المسجد الخ حضرت غوث الثقلین غنیۃ الطالبین مین ماہ رمضان کی فضیلت تحریر فرماتے ہین شہر فیہ للمساجد تعمر والمصابیح تزھر
معلوم ہوا کہ وہ مہینہ ہے جس مین مسجدین آراستہ ہوتی ہین اور چراغ روشن ہوتے ہین۔ اور یہ کہنا کہ خلاف شرع لباس پہنکر محفل مین آتے ہین

جمع ہوکر ذکر ولادت باسعادت پر اظہار مسرت کرنا۔ اور خاص ذکر ولادت کے وقت شوق اور ذوق مین۔ جیسا کہ
عشاق کا دستور ہی۔ کھڑے ہوکر حضور کی روح پرفتوح پر مسرت کے ساتھ درود شریف پڑھنا۔ بعد ختم مجلس اگر شیرینی
وغیرہ موجود ہو۔ توحاضرین کو تقسیم کردینا وغیرہ وغیرہ سب کے سب بلا اکراہ جائز ہین لیکن انھین ضروری نہ سمجھنا چاہیے
یہ نہ خیال کرنا چاہیے۔ کہ بغیر ان چیزون کے ثواب نہ ملے گا۔ یا انمین کمی ہو جائیگی۔ یہ چیزین تو محبت کی وجہ سے ہوا
کرتی ہین ۔ ہر شخص کا دل چاہتا ہے۔ کہ وہ اپنے سردار کی ایسی تعظیم کرے۔ جسے دیکھ کر وہ خود اور تمام لوگ خوش
ہون۔ اور اُس سردار کی عظمت ۔ وقعت ۔ اُلفت ۔ اُن کے دلون مین پیدا ہو۔
باقی جو لوگ ان چیزون کو اس قسم کے اہتمام کو اسراف کہتے ہین۔ وہ اسراف کی تعریف سے ناواقف ہین۔ اگر
حیثیت کے موافق خدا اور اُسکے رسول کی راہ مین۔ محبت اور اخلاص کے ساتھ جائز طریقہ سے صرف کرنے کا نام اسراف
ہی۔ (تو اول تو یہ اسراف نہین) اور اگر بفرض محال اسراف بھی کہدیا جائے تو اس قسم کا اسراف قطعاً جائز ہی۔ کیونکہ
لا اسراف فی الخیر جن حضرات کو اس مین کلام ہو وہ تفسیر معالم التنزیل وغیرہ ملاحظہ فرمالین جنمین اسراف کی تحقیق نہایت تفصیل
اور بسط کے ساتھ قلمبند ہے۔
کیون حضرات۔ صحابہ کرام کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی راہ مین صرف کرنے کے فضائل جسوقت بیان
کیے تھے۔ اور ہر شخص نے اپنی حیثیت سے زیادہ مال لاکر جمع کر دیا تھا۔ جسے ملاحظہ فرماکر روحی فداہ صلعم نے ہر ایک سے
یہ سوال کیا تھا۔ کہ تم اپنے گھرون مین کیا چھوڑ آئے ہو۔ چنانچہ ہر ایک نے اِس سوال کے مختلف جوابات دیے جب
حضرت ابوبکر صدیق کا نمبر آیا تو اُن سے بھی یہی سوال کیا گیا۔ جسکے جواب مین اونھون نے یہ فرمایا تھا۔ کہ بجز خدا اور
رسول کے نام کے مین نے اپنے گھر مین کچھ نہین چھوڑا۔ یہ وہی الفاظ تھے ۔ اور یہ وہ جواب تھا جسے سنکر حضور سرور
عالم نے اُس عام مجمع مین انکی بے انتہا تعریف اور توصیف بیان فرمائی تھی۔ کیون صاحبو اگر خدا اور رسول خدا کی راہ
مین صرف کرنے کا نام اسراف ہوتا۔ تو رسول خدا صلعم اور صحابہ کرام اس کو جائز رکھتے کہ حضرت ابوبکر صدیق اپنے
عیال کے لیے ایک دانہ بھی اپنے گھر چھوڑ کر نہ آئین۔ اگر نعوذ باللہ یہ اسراف قرار دیا جاے۔ تو توبہ توبہ حضرت ابوبکر
سے بڑھکر (چراغ لے کر ڈھونڈھنے سے بھی) کوئی مسرف نہ ملے گا۔ افسوس اسی قسم کے خیال والے اصحاب نے آج
کو تباہ کر رکھا ہے۔ نہ شارع کے احکام پر نظر نہ اُن کے اغراض سے واسطہ۔ آنکھین بند کرکے جو جی مین آیا۔ جو نفس کہ
ہوئی قلم اُٹھالیا اور صفحہ کے صفحے لکھکر سیاہ کر دیے۔ بچارے عوام الناس کی مٹی خراب ہی۔ ایک صاحب کچھ فرماتے ہیں
دوسرے اُسی کو کچھ بتاتے ہین۔ تیسرے کچھ کہتے ہین کیا کرین کیا نہ کرین بقول شخصے جتنی ٹولیان اُتنے راگ جبے۔ قبے
عبائین۔ قبائین۔ سب کے زیب تن ہین۔ کسے عالم سمجھین کسی غیر مستند جانین ۔ خوب یاد رکھیے اگر یہی لیل و نہار ہی
قائم رہی۔ تو بہت جلد وہ وقت آنکھون کے سامنے آجائیگا۔ کہ لوگ شرعی مسائل۔ مذہبی احکامات کو عدالت کے
سے (جن مین ہر مذہب کے لوگ ہوتے ہین) دریافت کرلیا کرین گے اور علمار دین کو کوئی اتنا بھی نہ پوچھے گا۔ کہ ا
کون ہین۔ اور کیا کرتے ہین۔"

متعالی کا ارشاد ہی یا ایہا الذین امنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین جسکا خلاصہ یہ ہی۔ ای ایمان والو مت حرام
کرو ستھری اور نفیس چیزونکو جنھین خدا نی تمھارے لیے حلال کر دیا ہی۔ اور حد سے مت بڑھو یقین جانو اللہ حد سے بڑھنے والونکو دوست
نہین رکھتا ہی۔ مسلمانونکو انصاف پر نظر رکھنا چاہیے۔ جو امور بزرگان دین کے کلام سے ثابت ہین۔ اُنمین افراط۔ تفریط ہر فریق کیلیے
بری چیز ہی۔ توسط اختیار کرنا چاہیے حضرات۔ ان مسائل کے بیان کرنیسے میری یہ غرض ہرگز نہین کہ لڑکون ہی سی لوگ قصائد وغیرہ پڑھوایا
کرین۔ آزادی سی خلاف شرع لباس پہن پہنکر مجالس میلاد مین شریک ہوا کرین۔ بلکہ یہ صرف مسائل کی تحقیق تھی۔ سب جانتے ہین جس چیز کا
حکم ہی وہ اپنے موقع پر بدستور قائم ہی رہے گا۔ چاہی اُسکا وقوع مجالس میلاد مین ہو یا کسی اور دوسری مشروع اور مسنون تقریب
مین۔ جو چیز شرعاً ممنوع ہی ہر موقع اور ہر محل پر ممنوع ہی رہیگی۔ اسیطرح جو مشروع ہی وہ مشروع رہیگی۔ ناجائز چیزونکو خاص مجالس
میلاد سے متعلق اور وابستہ کر کے اُسپر حرمت اور عدم جواز کی فتوی دیدینا مین نہین سمجھتا کہانتک انصاف ہی۔
خوب یاد رکھیے۔ یہ سب قیود محض فرضی اور سراسر تشدد اور سختی پر مبنی ہین۔ جن کا منشا محض تو یہ ہی جنسے
غرض عام مسلمانون کی حق تلفی ہے۔ جاہل مسلمان جو اسی حیلہ سے رسول خدا صلعم کے اوصاف۔ اور فضائل۔
سنکر یہ سمجھ لیتے ہین۔ کہ ہان ہمارا بھی کوئی پیشوا ہے۔ ہمارا بھی کوئی سردار ہے۔ ہمارے خدا کا بھی کوئی پیارا
محبوب ہی۔ ہم بھی کسی ایسے شخص کی امت ہین۔ جو ہماری ڈوبتی ہوئی کشتی کو پار لگانے والا ہی۔ ہم کو بری باتون سے
بچا کر اچھی باتون کا بتانے والا ہے۔ قیامت مین ہمارے گناہون کے دفتر کو۔ خدا کی درگاہ مین سفارش کر کے۔
منت کر کے۔ سماجت کر کے۔ مٹا کر عفو اور بخشش سے مزین اور مرتب کرا دے گا۔ میزان عدل کے پلے جو ہمارے
گناہون کے انبار سے چوٹیون تک بھر چکے ہون گے۔ اُن کو خدا کی رحمت سے بھر کر مالا مال کرا دیگا۔ اس سے ناواقف رہین
یہ سختیان اس لیے کی گئین ہین۔ کہ نہ ان غریبون کو۔ ایسے مجالس مین حاضری کی اجازت ملے گی۔ اور نہ ان کے
کان تک یہ باتین پہونچین گی۔ یہ قیدین صرف اس غرض سے اضافہ کی گئی اور بڑھائی گئی ہین۔ کہ دنیا مین نہ
کسی سے ان قیدون کی پابندی سے محفل میلاد شریف کا انعقاد ممکن ہوگا۔ اور نہ کوئی کر سکے گا۔ اور کہنے کے
لیے عمدہ موقع۔ اچھا حیلہ حاصل ہے۔ کہ صاحب میلاد شریف کرنے کو نہ ہم روکتے ہین اور نہ منع کرتے ہین
حالانکہ حق تعالی کا ارشاد ہی قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ یعنی کہہ دو (اے محمد صلعم) کس نے حرام کیا اللہ کی اُس زینت کو
جس کی اُس نے۔ اپنے بندون کو اجازت دی ہے۔ البتہ ان امور کا خیال اور لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ کہ حتی الامکان
بانی مجلس کی نیت خالص ہو۔ صرف محبت رسول اُس کا باعث ہو۔ جو رقم صرف کی جاے وہ حلال ہو۔ پڑھنے
والا موضوع روایات نہ بیان کرے۔ جو کلام غیر مشروع ہو۔ عام اس سے کہ نظم ہو یا نثر۔ اُس کو نہ پڑھے۔ حتی الامکان
پڑھنے والا دیندار۔ یا فاضل یا متقی ہو۔ محل شہوت نہ ہو۔ ایسا وقت نہ ہو جس سے نماز وغیرہ ترک ہو جانے کا احتمال ہو
مزامیر وغیرہ نہ ہون غرضکہ شرعی ممنوعات سے جہان تک احتراز ممکن ہو۔ اولی اور افضل ہی۔ باقی اپنی
حیثیت کے موافق بطیب خاطر آرائش مکان۔ اہتمام فرش و فروش۔ اہتمام روشنی۔ علماء و فضلاء و مشائخ اور تمام
مسلمانون کا جمع کرنا۔ اپنے اعزا و احباب کو شوق اور مسرت کے ساتھ بلانا۔ اور سب کا محبت اور اخلاص کے ساتھ

ہین۔ کہ نماز پنجگانہ فرض ہے اور نماز عیدین بعض کے نزدیک واجب ہی۔ اور بعض کے نزدیک سنت ہے۔ لیکن باوجو
اِس کے عید کی نماز کے لیے شارع نے ترغیب دلائی ہے یشوق دلایا ہے۔ کہ اپنے اپنے گھرون مین عید گاہ جانے
سے پہلے مسلمانون کو چاہیے غسل کیا کرین عمدہ لباس پہنا کرین۔ زیبایش۔ اور زینت کیا کرین۔ خوشبو لگایا کرین۔
مسرت اور خوشی کے ساتھ راستے مین تکبیر کہتے ہوئے جایا کرین۔ وغیرہ وغیرہ نماز پنجگانہ جو فرض قطعی الثبوت ہی
جس کا منکر کافر ہو جاتا ہے۔ بلکہ اصحاب ظواہر کے نزدیک تو ایک وقت کا تارک بھی کافر ہو جاتا ہی۔ اُس کا اسقدر اہتمام
کہین ثابت نہین۔ اگر کوئی نادان یہ سمجھ لے۔ کہ واجب ظنی یا سنت کو شارع نے فرض پر ترجیح دے دی۔ تو یہ اُس کی
نادانی۔ اور ناواقفیت کا باعث ہے۔ وہ شارع کی غرض کو نہین سمجھا۔ اصل یہ ہی کہ نماز پنجگانہ محض عبادت ہے
اور عید کے دن مین دو باتین ہین ایک اداے عبادت۔ دوسری اظہار فرحت و سرور۔ جو زائد اور بالائی لوازم ہین۔ جو صرف
روز عید سے متعلق ہین۔ جنکو نفس نماز سے کوئی خاص تعلق اور خصوصیت نہین۔ صرف لوازم فرحت و سرور کے برتنے
اور بجالانے سے ترجیح لازم نہین آتی۔ فرض فرض ہی رہے گا۔ اور واجب واجب۔ اسی طرح محفل میلاد مین بھی یہ دونو
امور ملحوظ ہوا کرتے ہین۔ پس اسکے نسبت بھی یہ سمجھ لینا کہ عام لوگ اسے فرض واجب پر ترجیح دینے لگے ہین۔ لہذ
جسطرح ہو سکے اسکو موقوف کر دینا چاہیے محض قابلیت ہی قابلیت ہی۔ مین یہ نہین کہتا۔ کہ مولد فرض ہی مین نہین
کہتا کہ مولد واجب ہے۔ مین یہ نہین کہتا۔ کہ مولد کو آپ عبادت مقصودہ سمجھ لین۔ مین یہ نہین کہتا۔ کہ مولد کو آپ
ایسا ضروری سمجھ لین۔ کہ فرائض اور واجبات پر نعوذ باللہ ترجیح دیدین۔ ہان اگر کہتا ہون۔ تو یہ کہ مولد ایک مستحسن عمل
ہی۔ جو لوگ اسے موجب خیر و برکت سمجھ کر کرتے ہین۔ مین اُنھین اچھا سمجھتا ہون۔ اور جو لوگ اپنی کسی مصلحت سے نہین
کرتے۔ وہ بھی میرے نزدیک برے نہین۔ قیام مین بھی میرا یہی مسلک ہی۔ جو جو امور متقدمین کے تحقیقات کی
نسبت مذکور ہوئے۔ اگر اُن کے لحاظ سے کوئی قیام کرے بہتر اور افضل ہے۔ اور اگر کسی وجہ سے عین مجلس مین
قیام مین متکلف ہو۔ اور نہ کرے تو وہ اس حیثیت کے قابل ملامت نہین۔ البتہ اہل مجلس کی مخالفت سے عرف مین بے
ادب ضرور کہلائیگا۔ باقی اعتقاد ایک قلبی اور ذہنی امر ہے۔ اسکی اطلاع بغیر دریافت کیے ہوئے غیر ممکن
اور دشوار ہے۔ محض اپنے ذاتی خیالات سے یہ سمجھ لینا۔ کہ مسلمان میلاد کو فرض و واجب سے زیادہ سمجھنے لگے ہین
اس مین جو جو زیادتیان عوام الناس نے کر رکھی ہین۔ اُنکی اصلاح غیر ممکن ہی۔ اور اس بنا پر اُنھین کافر۔ مشرک۔ بنانا
بنانا علمار کی شان سے بعید ہی۔ اصلاح تو کمی بیشی کو کہتے ہین بیخکنی کو۔ نام تو ہو اصلاح رسوم کا منظور ہو بیخکنی۔ بقول شخصے برعکس نہند نام زنگی
دنیا مین کوئی امر ایسا نہین ہے جسکی اصلاح پر توجہ کی جائے۔ اور نہ ہو سکے۔ البتہ کوشش لازم اور شرط ہے۔
کی اصلاح پر بھولے سے بھی توجہ نہ کرنا۔ کبھی اُس بات کی جانب التفات نہ کرنا۔ اور یہ کہدینا کہ اب یہ امر حد اصلاح
متجاوز ہو گیا ہے۔ کہان کا انصاف ہی۔ علمار تو نائب رسول ہوتے ہین۔ اُنھین تو وہی برتاوے برتنا چاہیے۔ جو
صلعم برتا کرتے تھے۔ روحی فداہ صلعم کو۔ کیسے کیسے مشکلات پیش آئے۔ کیسی کیسی دقتین پیش آئین۔ ایک وہ
تھا۔ کہ حضرت تن تنہا تھے۔ ساری خدائی کا سامنا تھا۔ بات بات پر کفار کا غلو۔ کفار کی شورش۔ اُن کے

گر یہی ہے باغِ عالم کی ہوا ۔ شاخِ گل ایک روز جھونکا کھائیگی

بڑے افسوس کی بات ہے۔ اور کیسا تعجب خیز امر ہے۔ کہ صحابہ کرام تو رسولؐ کی محبت مین اپنا گھربار مال و متاع سب لٹادین
بھی اور کچھ نہ ہو۔ اور اگر کوئی غریب مسلمان اللہ اور رسول کی محبت مین سال بھر کے بعد دو چار روپیہ صرف کردے تو صرف
کہا جائے۔ مشرک بنایا جائے۔ ملحد سمجھا جائے۔ دین اور دنیا مین اُس کو کہین پناہ نہ ملے۔ دنیا بھر مین اُس سے
بڑھکر کوئی برا نہ سمجھا جائے۔ غرضکہ محفل میلاد کیا کی۔ اپنے آپ کو دین و دنیا سے نعوذ باللہ کھو بیٹھا خدا کی پناہ ان تشددات
کی کوئی حد بھی ہی۔ اگر اسراف کی آپ کے نزدیک کوئی خاص حد معین ہی۔ تو اُسے کیون ظاہر نہین کردیتے ہین۔ تاکہ غریب
مسلمان اُس پر عمل کرین۔ اسکو اپنا معیار۔ مقیاس۔ قرار دیکر اسراف کی سخت وعیدون سے محفوظ رہین۔ اور یہ تو کوئی بات
نہین ہی۔ کہ جس مسلمان نے کوئی نیک کام کیا۔ اپنی حیثیت کے موافق اُسکا اہتمام کیا۔ آپنے فوراً چاہے دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو
ناطق حکم لگا دیا کہ یہ مسرف ہی۔ اس سے بڑھکر دنیا مین کوئی برا نہین۔ افسوس حق تعالی تو ارشاد فرمائے تعزروہ وتوقروہ
یعنی اے لوگو رسول صلعم کی مدد کرو۔ رسول کی عزت کرو۔ جس کی تفسیر حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین۔ کہ رسول کی بزرگی اُسکی
عظیم اور تکریم مین مبالغہ کرو حق سبحانہ تعالی کو تو اپنے محبوب کی یہان تک عزت اور توقیر ملحوظ ہی کہ جابجا قرآن شریف مین ارشاد
فرمایا ہے۔ اے اللہ پر ایمان لانے والے بندو۔ اللہ کے محبوب کی آواز پر اپنی آوازین بلند نکرو۔ اُسکے سامنے ویسے چلا کر نہ بولا کرو
جسطرح آپس مین چلا کر بولا کرتے ہو۔ کہین ایسا کرنے سے تمھارے عمل اکارت نہ ہوجائین۔ اور تم بیخبر ہی رہو۔ اے لوگو جو
خدا پہ ایمان لائے ہو۔ (جس وقت رسول کے ساتھ چلا کرو یا بیٹھا کرو۔ تو اس کا لحاظ رکھا کرو۔) کہ اللہ کے رسول کے آگے نہ
بڑھنے پاؤ۔ جیسا کہ ان آیات کریمہ سے بخوبی سمجھا جاتا ہے۔ یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا
لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون۔ یا ایھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ۔ اور یہان اس امر
کی کوشش کیجاتی ہی۔ کہ چاہے چسپان ہون یا نہ ہون۔ شرعی قواعد جو اپنے اپنے موقعون کے لیے موضوع کیے گئے
ہین۔ اُنپر خواہ مخواہ کو قیاس کرکے ظاہری تھوڑی بہت مناسبتین دکھاکر جس طرح ہوسکے یہ عمل خیر دنیا سے اُٹھا دیا جائے
حالانکہ خوا چھاہے۔ خوب مدنظر رہے۔ رسول کے ذکر کے نسبت حق تعالی کا ارشاد کلام پاک مین صاف صاف لفظون مین موجود
ہے ورفعنا لک ذکرک۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ اے محمد صلعم ہم نے تمھارا ذکر بہت بلند کیا۔ بھلا جب خود خداوند تعالی حضور
کی عالی شان۔ حضور کے ذکر کو رفعت دینے والا۔ بڑھانے اور بلند کرنے والا موجود ہے۔ اور ہمیشہ ہمیشہ موجود رہے گا۔ تو
کسکی مجال۔ کس کی قوت۔ کس کا منھ ہے۔ جو آپ کے ذکر کو۔ آپ کی رفعتِ شان کو۔ طرح طرح کے واہیات اور لغو
شبہہ پیدا کرکے دنیا سے اُٹھادے یا اُٹھا سکے۔ واللہ تجربہ شاہد ہے جس شخص نے جس وقت اس قسم کا خیال بھی
کیا۔ حق تعالی نے اُسے عام خاص ساری نظرون مین۔ ایسا ذلیل و خوار اور نظر انداز کر دیا۔ جس کے بیان کی ضرورت
نہین اور نہ وہ واقع مین بیان کا محتاج ہے۔ بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہین۔ کہ مولود کو عام مسلمان اب فرض و واجب
سے زیادہ سمجھنے لگے ہین۔ اس لیے کہ دیکھو فرائض و واجبات مین اتنا اہتمام نہین کرتے۔ اور مولود مین اس قدر اہتمام
و انتظام کرتے ہین۔ یہ شبہہ بھی محض شبہہ ہی شبہہ ہی۔ بلکہ میرے خیال سے اُنھین خود شبہہ ہوگیا ہو غور فرمائیے سب جانتے

تقریظ از کلک گہر سلک حضرت مولانا شاہ محمد عادل صاحب مدظلہ العالی کانپوری

فقیر خادم العلماء نے رسالہ موسومہ تحقیق الحق کو جو مؤلفہ جناب جامع الکمالات مولوی سید محمد عسکری صاحب ہو العزیز "
بقاہ اللہ سبحانہ تعالی ہے من اولہا الی آخرہا زبان مؤلف ممدوح سے سنا الحق رسالہ مزبورہ مضامین حقہ سے
مملو ہے اوسکی ہر بحث کو مؤلف ادامہ اللہ تعالی بالافاضہ نے غایت بسط و توضیح و نہایت تفصیل و تنقیح کے
ساتھ بحوالہ کتب معتمدہ و مستندہ کما ہو حقہ بپیرایہ اثبات سے آراستہ و پیراستہ کیا ہے جزاہ اللہ سبحانہ خیر الجزاء
حقیقتین سلف صالحین سیکڑون برس سے اسی طریقہ مرضیہ پر مستقیم رہے ہین اعنی لعقد محافل بیان
منازل میلاد شریف حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات و قیام تعظیمی وقت ذکر ولادت
باسعادت مستسعد لسعادت دارین ہوا کیے ہین اور اکابر دین متین ایسی مجالس متبرکہ مین جو مورد نزول
رحمت الہی و محل ورود جنود ملائکہ کے ہوتے ہین اپنے حضور کو باعث افتخار سمجھتے رہے ہین چنانچہ علمائے
حرمین شریفین زادہما اللہ تعظیماً و تشریفاً و دیگر بلاد اسلامیہ کے بڑے بڑے علماء و فضلاء الے یومنا ہذا
بحمد اللہ تعالی مباشر و متجاسر اسکے ہین عاشقان جمال مصطفوی کو چاہیے کہ اسی طریقہ حقہ پسندیدہ سلف و
خلف کو اختیار کرین اور جن تحریرون و تقریرون کو اس تحقیق حقیق کے مخالف و مضاد معلوم کرین
اُس کو ہرگز قبول نہ کرین اور نہ اُس کو ملتفت الیہ و معمول بہ سمجھین واللہ الموفق حررہ العبد الخامل محمد عادل
عاملہ اللہ تعالی بفضلہ الشامل واصلح حالہ بلطفہ الکامل فی العاجل والاجل —

تقریظ مقبول بارگاہ صمد جناب مولانا عبد الصمد صاحب مناظر سہسوانی مدظلہ

فقیر نے رسالہ متبرکہ تحقیق الحق کو دیکھا۔ مصنف علام جناب مولوی حکیم سید محمد عسکری صاحب ادام
اللہ فیضہ نے نہایت تائید دین متین۔ اور غایت سعی اشاعت ذکر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی
ہے۔ وکان سعیہ مشکورا فی الواقع یہ رسالہ من اولہا الی آخرہا تحقیق ہی تحقیق ہے۔ اس مین مجموعۂ فتاوے
مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ وغیرہ اور رسالہ طریقۂ مولود و حفظ الایمان کا جو مولوی اشرف علی صاحب
کی جانب منسوب ہین جن سے اس وقت کانپور مین عام شورش برپا ہے۔ اور جن کی غرض سراسر سلف و
خلف کے طریقۂ مقبولہ کے خلاف ہے۔ مولوی صاحب ممدوح نے اُن ہر ایک کا نہایت عمدہ جواب تحریر
فرمایا ہے۔ انشاء اللہ تعالی اس رسالہ متبرکہ کے ملاحظہ سے تمام اہل اسلام اور بالخصوص مسلمانان کانپور کو
پوری پوری تسکین۔ اور اہل سنت کو کما حقہ اطمینان تام ہو جاویگا۔ اس تحقیق کے خلاف۔ جس قدر رسالہ شائع ہوئے
ہین۔ وہ توہین رسول ﷺ پر مشتمل ہین۔ اہل فہم ایسی تحریرون کو ذرا سمجھ کر ملاحظہ کرین۔ جو بات بخوبی سمجھ مین نہ آئے
اسے اپنے شہر کے علماء اہل سنت سے دریافت کر لین۔ تاکہ غلط بات سمجھ کر بے اصل تحریرون پر عمل کرنے
سے محفوظ رہین۔ اللہ تعالی مولوی صاحب ممدوح کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ حررہ السید عبد الصمد السہسوانی۔

محمد عبد الصمد

حملے۔ انگیز کرنا۔ کوئی آسان امر تھا۔ کیون حضرات اگر حضورؐ بھی اُسوقت یہ خیال فرمالیتے کہ مین تنہا ہون۔ بجز خدا
کوئی میرا ساتھی نہین۔ بھلا اس غلو اور شورش کا فرو کرنا کیونکر ممکن ہی۔ اور مین کس کس کی اصلاح کرونگا۔ یہ سمجھا
نہ دعوت اسلام کرتے نہ تبلیغ احکام کی طرف توجہ فرماتے۔ تو آج اسلام یا اسلام کے احکام دنیا مین نظر آتے۔ میرے
خیال مین تو آج سے تیرہ سو برس پہلے ہی ان ساری چیزون کا خاتمہ ہو چکا ہوتا۔ مگر سبحان اللہ قربان اس
استقلال کے۔ آفرین اس ہمت پر۔ ان ساری دقتون کا سامنا تھا۔ اور آپ تھے۔ کبھی آپ نے اسکا شمہ بھر بھی خیال
کیا۔ چند ہی روز مین۔ ایسی پاکیزہ اصلاح کردی جس کی نظیر بڑی بڑی تاریخون مین بھی نظر نہین آتی۔ جب حضورؐ نے
بہ نفس نفیس۔ اتنے بڑے اہم اور دشوار امر کی اصلاح اس خوبی اور عمدگی سے فرمادی۔ تو علمائے کرام جن کو نیابت کا تمغہ
اور شرف حاصل ہی۔ اُن سے اِس معمولی محفل میلاد شریف کی چند زیادتیون کی اصلاح (جو اُن کے نزدیک مسلمانون نے
بیجا طور پر اضافہ کرلی ہین) بھی نہین ہوسکتی۔ جب معمولی باتین ادنیٰ ادنیٰ چیزین غیر قابل اصلاح سمجھی جائین گی۔ تو بڑے
بڑے دشوار کامون کی اصلاح کی کیا امید کیجا سکتی ہی۔ لیکن اصلاح مقصود ہو۔ تو اصلاح ہوسکے۔ جب سر سے بیخ
بنیاد ہی منقطع کرنا منظور ہو تو کہان کی اصلاح۔ کیسی دوستی۔ کیا رسول اللہ نے یہ نہین فرمایا۔ کہ مسلمانون پر بدگمانی
اچھی نہین۔ کیا رسول اللہ نے یہ نہین فرمایا۔ کہ اگر کسی شخص مین ننانوے ۹۹ علامتین کفر کی۔ اور ایک علامت ایمان کی
ہو تو تم اُسے کافر کہو بلکہ مسلمان ہی کہو۔ کیا حضورؐ نے یہ نہین فرمایا۔ جس شخص نے کلمہ توحید پڑھ لیا۔ نہ اُسے کوئی گناہ کافر
کرسکتا ہی۔ اور نہ کوئی بدعمل (بجز شرک کے) اسلام کے وسیع دائرہ سے خارج یا علٰحدہ کرسکتا ہے۔ حق تعالیٰ کا فرمان
ہی۔ جو تم سے سلام علیک کرے۔ تم اُسے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہین ہے۔ سبحان اللہ خدا اور اُسکے رسول کی شفقت اور
مہربانیون کی کیا حد ہی۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو آج اسلام کا شیوع کیونکر ہوتا۔ اگر اسی طرح معمولی باتون پر وہان سے بھی کفر
اور الحاد کے احکامات جاری ہوا کرتے تو کہان ٹھکانا تھا۔ اول تو مسلمانون کی عملی اور اعتقادی حالت یون ہین جیسی کچھ
درست اور قابل تعریف ہو رہی ہی۔ محتاج بیان نہین۔ اُسپر غریب اُٹھتے بیٹھتے اسلام کے دائرہ سے نکالے جاتے ہین
اللہ اُنپر رحم کرے۔ اور اُنکا بیڑا پار لگائے۔

لیکن حضرات یہ خوب مدنظر رہے۔ کہ ان احادیث اور آیات کے نقل کرنے سے میری یہ غرض ہرگز نہین ہی۔ کہ مسلمان ارتکاب
معاصی پر جری ہو جائین۔ مسلمان نڈر ہو جائین۔ مسلمان کُھل کھیلین۔ نہین۔ ہرگز نہین۔ مسلمانون کو اسلام کے احاطۂ شرعی
قواعد کے حدود سے۔ کسی وقت اور کسی حال مین قدم باہر نکالنے کی اجازت نہین۔ ہان ان حدود کے اندر جو جو امور
مباح اور مستحسن ہین۔ اُن کو شوق سے کرین۔ برتین کوئی اُنکا مزاحم نہین۔ اُنھین اپنی مذہبی اصلاح اور اعتقادی درستی میں
ایسی بلیغ کوشش کرنا چاہیے۔ جس سے خدا کے مقبول اور برگزیدہ بندے اور رسول خدا کے سچے عاشق اور جان نثار
کہلائے جانے کے۔ قابل ہو جائین۔

حررہ العبد العاصی الراجی الی رحمۃ ربہ القوی محمد عسکری الحسینی الترمذی ثم القنوجی تجاوز اللہ تعالیٰ عن ذنبہ الخفی والجلی

(نوٹ) اس تحریر کا منشا صرف تحقیق مسئلہ ہی نہ مجادلہ و مکابرہ اگر کوئی صاحب اپنی اظہار قابلیت یا کسی فرائی خصومت سے اسکی مخالفت پر قلم اُٹھائینگے۔ تو اسکے جواب مین اس قول پر عمل
[illegible]

جن علما کے اسمار گرامی اور دستخط درج ذیل ہین ان مسائل کے متعلق ان حضرات کے مستند فتاوی بھی موجود ہین بعض تقریظین جو تحریری رہگئین انکا خاص افسوس ہی

حضرت شاہ مولانا محمد لطف اللہ صاحب مفتی عدالت عالیہ سلطنت آصفیہ	حضرت مولانا شاہ محمد حسین صاحب صوفی الہ آبادی	حضرت مولانا محمد صدیق صاحب مدرس اعلے مدرسہ بچھرایون (عاشق روی محمد صدیق)	حضرت مولانا شاہ احمد حسن صاحب سابق مدرس اعلے مدرسہ فیض عام کانپور (دل مرتضی جان احمد حسن)
حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب* نور اللہ مرقدہ بدایونی	حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی	حضرت مولانا محمد گل صاحب مرادآبادی	حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی

قصیدہ

نام جس دن سے سنا ہے آپ کا — عشق سے [illegible] ہے آپ کا
ذکر قرآن مین بھرا ہے آپ کا — وصف لولاک لما ہے آپ کا
کیون نہ جان و دل سے ہم مداح ہون — وصف خود کرتا خدا ہے آپ کا
چوم کر لیتے ہین آنکھون سے لگا — نام کیا صل علے ہے آپ کا
آتش دوزخ ہوئی اُس پر حرام — جسنے دامن چھولیا ہے آپ کا
مشکلین حل ہوتی ہین ہر ایک کی — نام کیا عقدہ کشا ہے آپ کا
ذکر وصف اے منکر و قرآن مین — دیکھہ لو تم جابجا ہے آپ کا
محفل مولد ہے آج آؤ سنو — وصف اسمین ہو رہا ہے آپ کا
رجعت خورشید اور شق القمر — یہ تو ادنے معجزا ہے آپ کا
روضۂ اقدس سے نسبت عرش کو — عرش تو اک فرش پا ہے آپ کا
مجکو طیبہ مین شہا بلوائیے — عرض کرتا یہ گدا ہے آپ کا
ہوکے مشتاق جمال روی پاک — دیر سے شیدا کھڑا ہے آپ کا

رحم کی ہو اس طرف بھی اک نظر
دل سے یہ عاشق فدا ہے آپ کا

---

* آپ بہت بڑے فاضل اور باخدا بزرگ تھے ہندوستان مین آپکے کثیر تلامذہ و صدہا مرید موجود ہین آج کی خط سے آپکے وصال کی اطلاع پر افسوس کے ساتھ بجا ئم فیضہ نور اللہ مرقدہ لکھا گیا

هو الحلیم الخبیر

الحمد للہ کہ آخری عمر کی یادگار عالم باعمل صوفی بےمثیل عارف معارف
خدادانی مولانا الحاج الحافظ مولوی محمد قاسم صاحب صدیقی نانوتوی رح
المسمّٰی بہ

جمال قاسمی

واسم تاریخی

آفتاب ضیا ۱۲۹۵

بتصحیح و ترتیب جناب مولوی سید محمد جمال الدین صاحب علوی
و باہتمام مولوی حافظ محمد عبد الاحد صاحب سلمہ

در مطبع مجتبائی واقع دہلی ۱۸۹۲ طبع گردید